SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, May 10, 2010

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty eight minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بسمِ ٱللہِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِیْمِ۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَھُمْ فِیْ رَوْضَۃٍ یُّحْبَرُوْنَ۔ وَاَمَّا
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآیِٔ الْاٰخِرَۃِ فَاُولٰئِکَ فِی الْعَذَابِ
مُحْضَرُوْنَ۔ فَسُبْحٰنَ اللہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ۔ وَلَہُ
الْحَمْدُ فِیْ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْھِرُوْنَ۔ یُخْرِجُ
الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ
مَوْتِھَا ط وَکَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ۔

ترجمہ: پھر جو ایمان لائے اور نیک کام کیے سو وہ بہشت میں خوش حال ہوں گے۔ اور جنہوں نے انکار کیا اور ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا وہ عذاب میں ڈالے جائیں گے۔ پھر اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو۔ اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی تعریف ہے اور پچھلے پہر بھی اور جب

دوپہر ہو۔ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔

سورۃ الروم آیات (15 تا 19)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Item No. 2 چٹھہ صاحب موجود نہیں ہیں۔ Item No. 3, وسیم سجاد صاحب موجود نہیں ہیں۔ Commenced Resolution, Item No. 4, خالد محمود سومرو صاحب موجود نہیں ہیں۔ Item No.5, حاجی غلام علی صاحب موجود نہیں ہیں۔ Item No. 6, طلحہ محمود صاحب موجود نہیں ہیں۔ Item No. 7, طاہر حسین مشہدی صاحب موجود نہیں ہیں۔

Mahkdoom Shahabuddin: Sir, the Minister is present.

Mr. Chairman: Yes, very good. Item No. 8,

خالد محمود سومرو صاحب موجود نہیں ہیں۔

Item No. 9, stands in the name of Hafiz Rashid Ahmad. Please move the resolution.

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ۔ جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ وقتاً فوقتاً میں اس ہاؤس میں فاٹا کے متعلق۔۔۔۔

جناب چیئرمین: پہلے اپنی resolution پڑھ لیجیے۔

Discussion on Resolution Re: Necessary Steps for Implementation of Employment Quota of FATA.

سینیٹر حافظ رشید احمد: ٹھیک ہے جناب۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ "یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ حکومت سرکاری ملازمتوں میں فاٹا کے لیے روزگار کی فراہمی کے کوٹے پر عمل درآمد کے لیے مؤثر اقدامات کرے تاکہ فاٹا کے لیے ملازمتوں کے کوٹے میں موجودہ کمی کو ختم کیا جائے"۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ بحث کیجیے, please جو اور ممبران اس resolution پر بحث کرنا چاہتے ہیں وہ اپنا نام لکھوا دیجیے۔ It is opposed?

Nawabzada Ghazanfer Ali Gul (Advisor to Prime Minister): Opposed but discussion sir.

Mr. Chairman: Opposed for discussion?

نوابزادہ غضنفر علی گل: نہیں جی انہوں نے عرض کر دیا ہے۔ بحث کر لیں۔

Mr. Chairman: Are you opposing for discussion?

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): Sir, this is unopposed and it will go for the vote then. I don't know, whether the Advisor wants discussion on this issue or not. Sir, it is not opposed.

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب! discussion کے لیے رکھا ہے۔

جناب چیئرمین: Discussion تو ہونے دیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I don't oppose it sir.

Mr. Chairman: You don't oppose it. Let the discussion take place.

جب resolution آئے گا تو دیکھیئے گا، پہلے اس پر بحث تو ہونے دیں، بات چیت تو کی جائے۔ جی حافظ صاحب بسم اللہ کیجیے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ مجھے تو سمجھ نہیں آئی کہ گل صاحب نے کیا کہا اور میری قرارداد کی کیوں مخالفت کی۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے اپنی قرارداد پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ جیسا میں نے عرض کیا کہ میں وقتاً فوقتاً اس ہاؤس میں فاٹا کے متعلق مختلف امور پر بحث کرتا رہتا ہوں۔ ویسے تو اگر دیکھا جائے تو پورے فاٹا میں ہر چیز کے لحاظ سے، ہر حوالے سے اسے جو نمائندگی دینی چاہیے وہ وفاق ہمیں نہیں دیتا۔ ہر چیز میں وفاق ہمیں احساس محرومی کا شکار کر دیتا ہے۔ جناب چیئرمین! قائد اعظم محمد علی جناح نے فاٹا کو اسی وجہ سے وفاق کے ساتھ رکھا تھا تاکہ یہ وفاق سے زیادہ سے زیادہ نزدیک ہو اور اس کی جلد ترقی ہو سکے۔ اس نکتے کی بنیاد پر قائد اعظم محمد علی جناح نے اس وقت فاٹا کو وفاق کے ساتھ رکھا۔ پاکستان کو بنے ہوئے تقریباً 62,63 سال ہو چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: گل صاحب! ذرا please آہستہ بات کیجیے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ۔ جناب چیئرمین! آپ یقین کیجیے کہ ground reality یہی ہے اور آپ جا کر دیکھ لیں کہ فاٹا میں کوئی ترقی نظر نہیں آرہی ہے، وہاں نہ سڑک ہے، نہ ہسپتال ہے، نہ سکول ہے، نہ کارخانہ ہے، نہ وہاں کاشت کرنے کے لیے زمین ہے، بالکل کوئی چیز نظر نہیں آرہی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم وفاق کے تحت آئے اور قائد اعظم محمد علی جناح نے ہمیں وفاق کے ساتھ اس بنیاد پر شامل کیا تھا کہ ہمیں جلدازجلد ترقی حاصل ہو گی۔ فاٹا کی صورت حال اس وقت بھی کشمکش میں ہے اور یہ اس وقت بھی کشمکش میں تھے کہ جب افغانستان والے یہ چاہتے تھے کہ فاٹا ہمارے ساتھ شامل ہو۔ میں آپ کو صاف بتاتا چلوں کہ اس وقت پاکستان بھی یہی چاہ رہا تھا کہ فاٹا ہمارے ساتھ شامل ہو۔ اگر آپ 80 کی دہائی میں جائیں تو اس وقت ایک ایک ملک کو پاکستان خرید کر، پیسے دے کر اپنے ساتھ ملاتا تھا اور افغانستان والے بھی ایک ایک ملک کو، ایک ایک بندے کو خرید کر اپنے ساتھ شامل کرتے تھے اور جو کوئی پاکستان کے ساتھ شامل ہونا چاہتا تھا تو پاکستان والے بڑی خوشی مناتے تھے کہ فلاں ملک ہمارے ساتھ ہو گیا ہے، فلاں بندہ ہمارے ساتھ ہو گیا ہے۔ جب افغانستان والے اپنے ساتھ شامل کرتے تھے تو وہ لوگ بھی بڑی خوشی مناتے تھے۔

جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ چلو اب تو وہ کشمکش ختم ہو گئی۔ فاٹا نے بحیثیت قوم بڑی خوشی سے پاکستان کے ساتھ الحاق کیا اور اس پر ہمیں فخر ہے۔ وقتاً فوقتاً پاکستان پر مختلف مرحلے آئے ہیں، سخت مراحل بھی آئے اور اچھے مراحل بھی آئے ہوں گے، مجھے تو نہیں لگتا شاید آئے ہوں گے لیکن جتنے سخت مراحل پاکستان پر آئے ہیں، ہم نے ہر وقت پاکستان زندہ باد کے نعرے لگائے ہیں۔ ہم نے قربانیاں دی ہیں، ہم نے پاکستان کی سرحدوں کو مضبوط کرنے، مستحکم کرنے کے لیے قربانیاں دی ہیں۔ میں بے حد افسوس کے ساتھ کہتا ہوں یہ ہاؤس ہو یا دوسرا ہاؤس ہو، کوئی جگہ ہو، ہمیں وہ صلہ نہیں دیا گیا جو کہ ہمیں ملنا چاہیے تھا۔ جناب چیئرمین! مختلف headquarters ہیں، پشاور کا بھی headquarters ہے، بلوچستان کا بھی ہے، پنجاب کا لاہور ہے۔ آپ وہاں جہاز پر جا سکتے ہیں۔ ویسے تو سارے پاکستان کے عوام ہر چیز پر چیختے چلے آرہے ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ خود فاٹا کو دیکھیں اور وہاں آپ جائیں اور اللہ کرے کہ آپ اپنی زندگی میں وہاں جائیں اور میں تو کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس سارے ایوان کو موقع دے کہ یہ سب وہاں جا کر

اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔آپ یقین کریں ، میری یہ منتشر باتیں ہیں کیونکہ میری تیاری بھی نہیں تھی لیکن اس کے باوجود جو میرے دل میں ہے وہ میں اپنے دل سے کہہ رہا ہوں۔ آپ یقین کریں کہ وہاں کی بے چاری خواتین تقریباً ساٹھ، ستر کلومیٹر دور جا کر اپنے سروں پر پانی اٹھا کر لاتی ہیں۔ ادھر تو بات کی جاتی ہے کہ ہمارے نلکوں میں پانی نہیں آرہا ہے یا بجلی نہیں ہے ، ہماری خواتین کی حالت جا کر دیکھیں کہ وہ کس مصیبت سے جا کر سروں پر گھڑے اٹھا کر پانی لاتی ہیں اور کتنے فاصلے سے لاتی ہیں۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ وہ پانی بھی جوہڑوں سے بھر کر لاتی ہیں جہاں گدھے ، گھوڑے اور کتے پانی پیتے ہیں وہاں سے اپنے استعمال کے لئے پانی لاتی ہیں۔ یہ بات پاکستان کے لئے بھی شرمناک ہے۔

جناب چیئرمین! میں تو سارے ہاؤس کو کہتا ہوں کہ ہماری خواتین پر رحم کریں۔ جوان بچیاں ، عورتیں ، ان کے سروں کے بال ختم ہو گئے ہیں۔ میں اپنی بات کی طرف آرہا ہوں اور میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہر طرف احساس محرومی ہے، احساس کمتری ہے، کسی چیز کے حوالے سے آپ دیکھیں ہم آگے نہیں ہیں اور نہ ہی ہمارے لوگوں کے ذہنوں میں یہ چیز ہے کہ کبھی ہم بھی پاکستان کے دوسرے شہروں کی طرح خوشحالی اور ترقی کی راہ پر گامزن ہوں گے۔ جناب چیئرمین! اس طرح کے حالات میں کہ ساری دنیا کا focus صرف فاٹا پر ہے ، میں تو حیرت کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ پیسے ضرور آتے ہوں گے لیکن پتا نہیں وہ کس کی جیب میں جاتے ہیں۔ ہمارے فاٹا کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ عجیب بات ہے کہ Amnesty International بھی پاکستان کے دوسرے محکموں کی کرپشن کی بات کرتی ہے کہ فلاں محکمے میں کرپشن ہے اور اتنی کرپشن ہے لیکن ہمارے فاٹا کا کوئی نام بھی نہیں لیتا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے حتیٰ کہ وہ اہلکار اپنے آپ کو کسی کے سامنے جوابدہ بھی نہیں سمجھتے۔اپنے آپ کو مطلق العنان سمجھتے ہیں ، اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتے ہیں۔ بس شہر ناپرساں کی طرح ہم رہ رہے ہیں کوئی پوچھنے والا ہے نہ کوئی دیکھنے والا اور نہ کوئی جاننے والا ہے۔ہمارا فاٹا ایک عجیب منظر پیش کر رہا ہے۔ میں یہ بات کر رہا تھا کہ یہ اس چیز کا حل نہیں ہے۔ ہمیں آپ کی توجہ چاہیے ، ہمارے اوپر آپ کی نظر ہونی چاہیے۔ میں یہاں پر وقتاً فوقتاً بات کرتا رہتا ہوں کہ نہ تو محکمہ تعلیم میں ہمارے کوٹے پر عملدرآمد ہوتا ہے اور نہ ہی کسی اور محکمے میں ، ہمیں تو کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے۔ جب بھی بات کی جائے تو جواب ملتا ہے آپ تعلیم یافتہ نہیں ہیں ، جب نوکری کی بات کریں تو کہتے ہیں میرٹ پر ہو گی۔ میں فاٹا کے حوالے سے میرٹ کے بھی خلاف ہوں۔ جناب چیئرمین! وہاں کے بچے بڑی مشکل سے میٹرک تک

تعلیم حاصل کرتے ہیں، بارہویں تک پہنچ جاتے ہیں اور اگر کوئی تھوڑا مالدار بندہ ہو تو وہ بی اے تک پہنچ جاتا ہے اور جب یہاں نوکری کی بات آتی ہے تو کہتے ہیں میرٹ پر ملے گی۔ جناب چیئرمین! میں تو کہتا ہوں کہ ان بچے بچیوں کو ہار پہنانے چاہییں اور ان کے لئے اعلان کرنا چاہیے کہ فاٹا کا جو بھی بچی بچہ میٹرک پاس ہو، بارہویں پاس ہو یا بی اے ہے وہ آئے تاکہ ہم ان کو facilitate کریں اور ان کی محرومی کا ازالہ کرسکیں۔ جناب چیئرمین! کسی جگہ بھی ہمارا خیال نہیں رکھا جاتا۔ وزیرستان، مہمند ایجنسی، کرم ایجنسی، باجوڑ ایجنسی، میں کسی ایک کی بات نہیں کرتا ہوں سب ہی جگہ پر فاٹا عجیب منظر پیش کررہا ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لیتا اور آخر میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ پاکستان میں بہت زیادہ محکمے ہیں۔ جس طرح آغاز حقوق بلوچستان پیکیج میں آپ نے دس ہزار ملازمتیں دی ہیں تو اسی طرح فاٹا کے لئے بھی کوئی آغاز کردیں تاکہ ہمیں تسلی ہو جائے۔ آپ کم از کم اس کا آغاز تو کردیں۔ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر یہ آغاز اس حکومت میں نہ ہوسکا تو میرا خیال نہیں ہے کہ آنے والی کوئی حکومت فاٹا کو یہ حق دے گی۔ میں اس حکومت سے دو چیزوں کا پرزور مطالبہ کرتا ہوں، ایک یہ کہ خدارا! پھر کہتا ہوں خدارا! ہمارے فاٹا کے لئے اس قسم کا آغاز تو کردیں، ایک قدم تو اٹھائیں۔ دوسرا جس طرح میں نے عرض کی کہ مختلف محکمے ہیں کم از کم فاٹا سے پانچ سو بندے تو ان محکموں میں لئے جائیں تاکہ وہاں کے لوگوں کا احساس محرومی ختم ہو۔ میری آپ سے گزارش ہوگی کہ آپ ابھی اس پر اپنی ruling دیں اور جتنا آپ سے ہوسکتا ہے آپ ہمارے بچوں بچیوں کے لئے کوشش کریں اور ان کو مختلف محکمہ جات میں نوکریاں دیں اور کوٹا زیادہ سے زیادہ کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر عباس صاحب۔

سینیٹر عباس خان: میرے بھائی حافظ صاحب نے نوکریوں کی جو بات اٹھائی ہے، حقیقت میں دیکھا جائے تو ہمارے علاقے میں main problem ہی یہی ہے۔ آج وہاں جو حالات خراب ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ وہاں پر بے روزگاری کی وہ لہر ہے جس کی وجہ سے لوگوں کے لئے کوئی اور راستہ ہی نہیں کہ وہ اپنی روٹی، روزی کمائیں۔ پاکستان میں میرا بھائی نوکریوں کی بات کرتا ہے یہاں ہاؤس میں جب کسی سوال کی detail آتی ہے تو فاٹا کا نام تک نہیں ہوتا، ان کو فاٹا کا نام بھی یاد نہیں رہتا۔ ہماری بیوروکریسی کو صرف ایک چیز پتا ہے کہ فاٹا میں طالبان ہیں اور وہاں لڑائی ہو رہی ہے باقی ان کو ساٹھ سال میں یہ پتا نہیں چلا کہ وہاں پر انسان بھی رہتے ہیں اور وہ بھی پاکستان کا ایک حصہ ہے اور

ان کو بھی روزگار میں کوٹا دینا چاہیے۔ ہمارے جو اس وقت حالات خراب ہیں اور جو تباہی مچی ہوئی ہے وہ ساری کی ساری بے روزگاری کی وجہ سے ہے۔ میرے بھائی نے جس طرح کہا کہ اگر ہم اس وقت اس مسئلے کو غور سے دیکھیں اور یہ حکومت جس نے ہر طرف کام کا start لیا ہے، اگر بلوچستان کو دیکھا جائے، صوبائی خودمختاری دیکھی جائے ہر ایک چیز میں، اگر کسی کو نظر انداز کیا گیا ہے تو وہ صرف فاٹا کے لوگ ہیں۔ اگر ہمارے فاٹا کے لوگوں کو اس وقت اچھی سوچ دی جائے اور ان کو روزگار کا موقع دیا جائے تو ہمیں امید ہے کہ یہ حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔ ہمارا وہاں main مسئلہ ہی روزگار کا ہے۔ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ کوئی industrial zone وغیرہ کا پروگرام ہے اور یہ کوشش بھی کی جارہی ہے کہ وہ پنجاب، فیصل آباد میں ہو اور ان لوگوں کو وہاں روزگار دیا جائے کیونکہ فاٹا میں حالات خراب ہیں۔ جناب والا، حالات کس طرح ٹھیک ہوں گے، حالات کیوں خراب ہیں اس طرف دیکھا جائے۔ اگر آج آپ ان سے یہ روزگار چھین لیں گے جو ایک امید ہے اور کارخانے پنجاب میں لگائیں گے تو پھر کیا توقع کرسکتے ہیں کہ وہاں حالات ٹھیک ہوں گے۔ تعلیم میں مالاکنڈ کے لوگوں کے لئے فیس معافی کا اعلان کیا گیا جب وہاں پر اپریشن ہوا تھا اور اس کی ادائیگی کی ذمہ داری حکومت پاکستان نے لی تھی لیکن ہمارے فاٹا کے جتنے لوگ ہیں ان کو فیس کی معافی نہیں دی گئی۔ یہ امتیازی سلوک پہلے تو ہوتا رہا لیکن اب تو ان حالات میں نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جتنے لڑکے لڑکیاں مالاکنڈ سے ہیں وہ بھی ہمارے بچے ہیں لیکن فاٹا کے بچوں کو بھی اپنے بچوں اور بھائیوں کی طرح دیکھا جائے اور ان کی بھی فیس معاف کی جائے۔ ایک پالیسی بنتی ہے تو فاٹا کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ اب تو صوبوں کے اختیارات زیادہ ہو گئے ہیں اور پیسے بھی صوبوں کو زیادہ ملیں گے۔ ہمیں وفاق سے جو تھوڑا بہت ملتا تھا اب وہ بھی نہیں ملے گا کیونکہ اب یہ کہا جائے گا کہ اختیارات تو صوبوں کے پاس ہیں۔ ہمارا آگے کیا حال ہوگا یہ تو پھر اللہ ہی جانتا ہے۔ اسی طرح نوکریاں جو پہلے ہمارے لوگوں کو مل رہی تھیں، اب تو نوکریاں بھی صوبوں کے پاس چلی جائیں گی۔ ہمیں جو ایک آدھ نوکری پہلے ملتی تھی وہ بھی گم ہو جائے گی۔ ہمارے علاقے میں حالات کس طرح ٹھیک ہوں گے۔ ہم گزارش کرتے ہیں پارلیمنٹ کے تمام ممبران سے کہ وہ خود جا کر فاٹا میں حالات کو دیکھیں اور پھر فیصلہ کریں کہ ہم حق پر ہیں یا ویسے ہی باتیں کرتے ہیں۔ صرف ایک نظر سے نہ دیکھیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے یہ دیکھیں کہ ان کے مسئلے کس طرح حل ہوں گے اور ان کو روزگار کیسے دیں گے۔ آج جو ہمارے بھائی نے سوال اٹھایا ہے کہ اگر ہم ان کو روزگار دے دیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے علاقے کے وہی بھائی ہمارے شانہ بشانہ ترقی کریں گے اور اس ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا

کریں گے اور اگر یہی حالات رہے اور یہی مخصوص طبقہ ہر ایک چیز پر قابض رہا اور باقی کچھ علاقوں کو نظر انداز کرتا رہا تو بہت جلد ایسا ہوگا کہ یہ آگ ان کے گھروں میں بھی پہنچ جائے گی کیونکہ آج اگر ہمارے گھروں میں آگ لگی ہوئی ہے اور ہمیں نظر انداز کیا تو یہ آگ پھیل جائے گی۔ اگر ہمارے لوگوں کو روزگار نہ دیا گیا، تعلیم، ہسپتال اور کوئی چیز نہ دی گئی تو آج اس آگ میں ہم تو جل رہے ہیں لیکن پھر یہ آگ ایک جگہ پر نہیں ٹھہرے گی یہ آگ بڑھتی جائے گی اور سارا پاکستان اس کی لپیٹ میں آئے گا۔ میں اس معزز ایوان سے، آپ سے اور اس حکومت سے request کرتا ہوں کہ ہمارے علاقے میں جو روزگار کا مسئلہ ہے اس پر ہمدردانہ غور کیا جائے اور جتنا ہوسکتا ہے فاٹا کے لوگوں کے لئے ایک اچھا کوٹا مختص کیا جائے تا کہ وہاں پر بے روزگاری کی جو لہر ہے اور یہ جو دہشت گردی ہے یہ ختم ہوسکے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ عبدالرشید صاحب۔

سینیٹر عبدالرشید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ فاٹا کے حوالے سے حافظ رشید احمد جو قرارداد سامنے لائے ہیں، انتہائی اچھی قرارداد ہے اور آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اسے بحث کے لیے منظور کیا۔

جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ اس وقت فاٹا کی کل آبادی تقریباً 70 لاکھ ہے۔ اس کا رقبہ صوبے کے آدھے حصے سے تقریباً زیادہ ہے لیکن حکومت کی طرف سے فاٹا کو مسلسل نظر انداز کیا جا رہا ہے جس کے باعث فاٹا شدید مشکلات سے دوچار ہے۔ میرے اندازے کے مطابق اس وقت فاٹا کی تین بڑی بڑی مشکلات ہیں۔ (1) فاٹا کی جغرافیائی مشکلات۔ (2) فاٹا کی قانونی مشکلات (3) فاٹا کی معاشی مشکلات۔

سب سے پہلے جغرافیائی حوالے اور محلِ وقوع کے اعتبار سے، افغانستان سے فاٹا کی تقریباً 1400 کلومیٹر سرحد ملتی ہے لہذا ظاہر بات ہے کہ افغانستان کے حالات کا direct اثر فاٹا پر ہوتا ہے۔ 9/11 کے بعد جب افغانستان محاذِ جنگ بن گیا اور اس کے بعد پھر سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ فیصلہ ہوا کہ اس جنگ میں پاکستان تک توسیع ہونی چاہیے، اس کے لیے باقاعدہ فاٹا کے خطے کو منتخب کیا گیا۔ اس دن سے آج تک یہ جنگ مسلسل جاری ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے، بم دھماکے ہو رہے ہیں، فوجی ایکشن ہے، ڈرون attacks ہیں وغیرہ۔ مختلف شکلوں میں فاٹا کے عوام ایک عظیم مشکل اور ایک عظیم عذاب سے دوچار ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ فاٹا کی قانونی مشکلات ہیں۔ جناب والا! آپ خود ایک قانون دان ہیں، آپ کو پتا ہے کہ اس وقت فاٹا میں کوئی قانون نہیں ہے۔ FCR ایک نظام تو ہے لیکن قانون نہیں ہے، ایک بدمعاشی، ایک غنڈہ گردی کا نظام ہے، جس سے فاٹا کے عوام مشکلات سے دوچار ہیں۔ ہم نے اسی floor پر کئی مرتبہ کہا ہے کہ اس قانون میں ترامیم کی جانی چاہییں لیکن اٹھارہویں ترمیم پیش کرنے والی کمیٹی سے ہماری یہ توقعات تھیں کہ یہ ایک موقع ہے کہ فاٹا کے لیے قانون سازی کے لیے کچھ کام کرے لیکن وہ بھی نہیں ہوسکا۔ ہم اس وقت پارلیمنٹ میں فاٹا سے تقریباً 20 parliamentarians ہیں، ہم یہاں پر قانون بناتے ہیں لیکن ہم جو قانون بناتے ہیں، آئین کے Article 247 کے تحت، اس کا اطلاق فاٹا پر نہیں ہوتا۔ ہم اپنے علاقے کے لیے بھی قانون نہیں بناسکتے۔ یہ ہماری قانونی مشکلات ہیں۔

جناب والا! اس کے علاوہ ہماری معاشی مشکلات ہیں۔ ترقی کے اس دور میں فاٹا بہت پسماندہ ہے اور پیچھے ہے۔ فاٹا میں غربت، بےروزگاری اور جہالت عروج پر ہیں۔ اس وقت فاٹا میں دہشت گردی کی جو لہر ہے، اس کی ایک بنیادی وجہ غربت، افلاس اور بےروزگاری ہے۔ میرے خیال میں اگر حکومت چاہتی ہے کہ ان چیزوں کو ختم کیا جائے، دہشت گردی کو ختم کیا جائے، وہاں امن ہو تو اس کے لیے فاٹا میں غربت کا خاتمہ ہونا ضروری ہے، اس کے لیے فاٹا میں بےروزگاری کا خاتمہ ضروری ہے، جہالت کا خاتمہ ضروری ہے۔ اس وقت ملک میں ملازمتوں کی جو تقسیم کوٹے کی بنیاد پر ہوتی ہے، اس میں فاٹا کے کوٹے میں اضافہ ہونا چاہیے تاکہ فاٹا کے عوام کو روزگار ملے، فاٹا کے عوام علم کے زیور سے آراستہ ہو جائیں۔ اس کے نتیجے میں ان کے احساسِ محرومی کا خاتمہ ہوگا اور ایک امن کی فضا قائم ہوجائے گی۔

ہم اگر اسی طرح ایک طرف فاٹا پر بمباری کرتے رہیں، ڈرون حملے ہوتے رہیں، operation ہوتا رہے، ہم لوگوں کو مرواتے رہیں، دوسری طرف اس علاقے کو ترقی نہ دیں، ان کو روزگار کے مواقع نہ دیں، ان کو مسلسل نظر انداز کریں تو پھر وہ دن دور نہیں ہے جب فاٹا میں بھی ایک علیحدگی اور آزادی کا تصور جنم لے گا جو پھر اس ملک کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا۔ اس لیے اس وقت انتظار کرنے کی بجائے، اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔ میں مطالبہ کروں گا کہ فاٹا کی پسماندگی، احساسِ محرومی اور مشکلات دور کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: کوئی اور سینیٹر صاحب اس قرارداد پر بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں؟ جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں آپ نے حافظ رشید صاحب کی فاٹا سے متعلق قرارداد پر بات کرنے کا موقع دیا۔

جناب چیئرمین! یہ واقعی ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس کا ایک آئینی پہلو ہے۔ آئین کے آرٹیکل 246 اور 247 کے تحت اس علاقے کا ایک خاص قسم کا status اور ایک خاص حیثیت ہے۔ جو قانون اس پارلیمنٹ میں بنتا ہے، اس قانون کا اطلاق اس وقت وہاں ہوتا ہے جب وہاں کا جرگہ اس کی منظوری دیتا ہے۔ یعنی اس علاقے کی ایک واضح حیثیت ہے آرٹیکل 247 کے تحت، اور اس کے تحت فاٹا کے قوانین کا اطلاق ہوتا ہے۔

جناب والا! جہاں تک FCR کا تعلق ہے، FCR میں ایک اہم پہلو یہ ہے کہ وہاں کے جرگے فیصلہ کرتے ہیں۔ وہاں ان کے تمام فیصلے ان کے جرگوں کے مطابق ہوتے ہیں۔ اب ہونا یہ چاہیے کہ نئی آئینی اصلاحات کے ذریعے وہ جرگے منتخب ہوں یعنی ایک ایسا نظام وہاں بنایا جائے کہ جرگے منتخب ہوں۔ وہاں جو ان کا Political Agent ہے، جو انگریز کے استعماری اقتدار کا نمونہ ہے، اس جرگے کے ذریعے وہ منتخب ہونا چاہیے۔ یعنی direct vote, adult franchise کے ذریعے وہاں کے جرگے کا انتخاب ہو اور پھر جرگہ Political Agent کو منتخب کرے۔ ابھی اس حوالے سے کام ہو رہا ہے۔ یہ جو Article 247 کا مرحلہ آیا تو اس میں یہی ہے کہ اب Mr. President کے سامنے یہ مسئلہ پڑا ہے تو اس میں ہماری تجویز یہ ہے، ہماری پارٹی نے اس پر مکمل کام کیا اور پھر وہ جو جسٹس اجمل میاں کی proposals تھیں، ہم نے باقاعدہ تجویز دی کہ آپ اصلاحات کریں، جرگہ منتخب کریں اور جرگے کے ذریعے Political Agent یا executive منتخب ہو اور وہ جوابدہ ہونا چاہیے۔ یہ اس کا قانونی اور جمہوری system ہونا چاہیے۔ یعنی اس کو مجموعی طور پر democratize کیا جائے۔

جناب والا! اس کے ساتھ میں کہنا چاہوں گا کہ ہمارے معاشی حالات کی وجہ سے ہمارے سماج پر اثرات پڑ رہے ہیں۔ یہ بات صحیح ہے لیکن انتہائی غربت کے حالات میں بھی ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ ہمارے لوگ کہتے کہ چونکہ ہم بھوکے ہیں لہٰذا ہم دوسروں کو لوٹیں گے اور ماریں گے۔ یہ عمل اور ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں، جناب والا! ہم نے وہاں پر Political Agents کی مدد سے بڑی

مشکل سے پرائمری، مڈل اور ہائی سکول حاصل کیے تھے لیکن لوگ آج ان اسکولوں کو جلارہے ہیں۔ آپ نے دیکھنا ہے کہ یہ کیا phenomenon ہے؟ ہم تعلیم مانگ رہے ہیں، ہمارا مطالبہ ہے کہ ہمیں اسکول دیے جائیں۔ اس وقت ہمارے پاس جو اسکول موجود ہیں انہیں جلایا جارہا ہے۔ اس بارے میں ہمارے سیاسی لوگ اورسیاسی پارٹیاں بات نہیں کر رہی ہیں۔ جناب والا! اس دن بھی میں نے ایک سوال کے حوالے سے عرض کیا تھا کہ خیبر اور درہ آدم خیل میں ہائی اسکول، کالجز، girls primary schools and high schools سب جلا دیے گیے ہیں۔ یہی حالت وزیرستان کے ایک سرے سے لے کر باجوڑ کے علاقے تک ہے۔ یہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ لوگ بھوکے ہیں اور وہ سکولوں کو جلا رہے ہیں، ہسپتالوں کو جلارہے ہیں، استادوں کو قتل کر رہے ہیں۔ یہ ایک علیحدہ سیاسی عمل ہے اور یہ استعماری عمل ہے۔ FATA جس کے لیے ہم آسان اصطلاح استعمال کریں گے کہ مرکزی پختونخوا، پختونخوا کی سرزمین کا مرکزی علاقہ۔ مرکزی پختونخوا میں تمام اسکول جلائے گئے ہیں، صحت کے مراکز جلائے جا رہے ہیں، ڈاکٹروں کو ذبح کیا جا رہا ہے، اساتذہ کو ذبح کیا جارہا ہے۔ جناب والا! یہ ایک terrorism کا عمل ہے، یہ لوگ terrorists ہیں، یہ لوگ planning کے تحت کام کر رہے ہیں۔ اگر ہم نے واقعی FATA کو بچانا ہے تو ہمیں terrorism کا خاتمہ کرنا ہو گا۔ ہم جب تک terrorism کا خاتمہ نہیں کریں گے، terrorism کے بارے میں ہم اپنی position واضح نہیں کریں گے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم خود ان کو یہ مواقع دے رہے ہیں۔ اس وقت Central Pakhtoonkhwa میں روزگار نہیں ہے۔ آج تو اسلام آباد کی مارکیٹوں میں بھی لوگ نہیں جاتے کیونکہ انہیں ڈر ہے کہ کہیں وہ مارے نہ جائیں۔ جہاں تک مرکزی پختونخوا کا تعلق ہے وہاں پر تو کاروبار بالکل ہی ختم ہو چکا ہے، ٹرانسپورٹ کا کوئی نظام نہیں رہا، ہمارے وہاں کے سیاسی لوگ اپنے گھروں کو نہیں جاسکتے، میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ وہ دلیر نہیں ہیں لیکن وہ وہاں پر نہیں جاسکتے ہیں۔ جناب والا! وہاں پر terrorism کا خاتمہ ہونا چاہیے کیونکہ terrorism کے خاتمے کے بعد مرکزی پختونخوا انشاءاللہ بالکل محفوظ ہو جائے گا۔

جناب عبدالرشید صاحب نے صحیح کہا کہ بجٹ اور جو services ہیں ان میں چونکہ ہمارے علاقے واقعی بڑی مشکلات میں ہیں، آپ نے ہمارے علاقوں کے بارے میں جو حساب منگوایا ہے کہ ان علاقوں میں کتنا بجٹ استعمال ہوا ہے؟ اس حوالے سے ان علاقوں کے لیے کوٹا ہونا چاہیے، بلکہ میں یہ کہوں گا کہ کوٹے کے علاوہ جنگی بنیادوں پر اس مسئلے کو حل کرنا چاہیے اور وسائل فراہم کرنے چاہییں۔

جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ تمام عرب اور یورپ میں ہمارے لوگ کام کر رہے ہیں، وہ لوگ انتہائی مشکلات کے باوجود بہت اچھی مزدوری کرتے ہیں۔ یہاں پر جو کچھ ہو رہا ہے اس میں ان لوگوں کے بھی مکانات جل رہے ہیں، ان کی دکانیں جل رہی ہیں۔ آج کا اصل مسئلہ terrorism کا مسئلہ ہے، terrorism کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ Central Pakhtoonkhwa کا اپنا خاص status ہو، وہاں پر منتخب جرگے ہوں، ان کا ایک Chief Executive منتخب ہو اور وہ جوابدہ ہو۔ میری یہ تجاویز ہیں۔ شکریہ جناب والا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ حاجی غلام علی صاحب۔

سینیٹر حاجی غلام علی: بہت شکریہ جناب چیئرمین! محترم حافظ رشید صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے، یہ حقیقت ہے کہ اس وقت ہمارا پورا ملک کافی مشکلات سے دوچار ہے لیکن پختونخوا اور خاص کر FATA and PATA نہ صرف بہت ہی زیادہ مشکلات سے دوچار ہیں بلکہ ان علاقوں کا ہر گھر، ہر محلہ، ہر کوچہ آگ میں جل رہا ہے۔ جہاں تک بے روزگاری کا تعلق ہے یا روزگار کے مواقع اور ان کے لیے کوٹے کا مسئلہ ہے تو جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ درخواست کروں گا کہ اس کے لیے حکومت سنجیدگی سے غور کر کے ایک پالیسی تشکیل دے کیونکہ حکومتی ادارے کبھی بھی اتنی وافر مقدار میں روزگار کے مواقع مہیا نہیں کر سکتے ہیں کہ ان علاقوں میں بے روزگاری کا خاتمہ ہو سکے بلکہ حکومتی پالیسیوں کی وجہ سے وہاں پر بے روزگاری کا خاتمہ ہو گا۔ حکومت کی پالیسی کیا ہونی چاہیے کہ وہاں پر industrialization کے لیے FATA and PATA میں مراعات دی جائیں۔ Taxation میں، مختلف قسم کی duties میں اتنی مراعات دے کہ پورے پاکستان کی business community پر بھی اثر نہ پڑے اور وہاں پر بھی کارخانے چلیں۔

جناب والا! میں آپ کو واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ 1972 میں شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب اسلام آباد سے روانہ ہوئے اور انہوں نے باجوڑ میں ایک فیکٹری کا سنگ بنیاد رکھا، اس کے بعد انہوں نے مالاکنڈ میں ایک فیکٹری کی بنیاد رکھی، اسی طرح وزیرستان میں ایک فیکٹری کی بنیاد رکھی تاکہ ان لوگوں کو سستے داموں گھی بھی مہیا ہو گا اور یہاں پر بے روزگاری کا خاتمہ بھی ہو گا۔ ایک vision وہ تھا اور آج ایک vision یہ ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو شہید کے سیاسی وارثوں نے ان علاقوں کو صنعتی تباہی کی طرف دھکیل دیا ہے۔ آج پاکستان کے taxation نظام کو یکساں کر کے ان علاقوں میں جہاں پر گنتی کی پانچ

دس industries تھیں، جن میں چھ سات ہزار لوگ کام کر رہے تھے، وہ بھی بند ہو گئی ہیں، جب یہ industriesبند ہو گئیں اور اوپر سے دہشت گردی کی لہر آ گئی تو جب لوگ بے روزگار ہوں گے، ان کے گھروں میں بہنیں جوان ہوں گی، ان کے گھروں میں بیٹے جوان ہوں گے، انہیں اپنے پیٹ بھرنے کے لیے روٹی چاہیے ہو گی اور جب ان لڑکیوں کی شادیوں کا مسئلہ ہو گا تو جب اور کچھ نہیں ہو گا تو جناب والا! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پھر وہ لوگ کیا کریں گے؟ وہ لوگ خود کشی کی طرف نہیں جائیں گے! وہ مجبوری میں اپنے بیٹے کو بیچیں گے کہ ایک بیٹے کی وجہ سے پانچ بیٹیوں اور چار بیٹوں کے لیے روزگار اور شادی وغیرہ کا بندوبست ہو جائے گا۔ حکومت کو سنجیدگی سے اس پر غور کرنا چاہیے، جس محکمے میں بھی ملازمتوں کے مواقع نکلتے ہیں تو ان علاقے کے لوگوں کو بھی accommodate کرنا چاہیے لیکن اس سے مسئلہ حل نہیں ہو گا، حکومت زیادہ سے زیادہ دو سو آدمیوں کو روزگار دے گی۔ حکومت اگر وہاں کے لیے ایک اچھیpolicy announce کر دے تو ہو سکتا ہے کہ وہاں پر صنعتکار تین چار مہینوں میں دس ہزار آدمیوں کو روزگار دے دیں۔ میرا یہ بھی مطالبہ ہے کہ حافظ رشید صاحب آج قرار داد لائے ہیں کہ ان tradersکے علاقوں کے لیے، وہاں کے چھوٹے چھوٹے دکانداروں کو business circle میں لانے کے لیے، ان کو پاکستان کے بڑے circle میں لانے کے لیے ڈیوٹی میں، دو سے تین فیصد رعایت دیں تا کہ وہ کپڑا یا دیگر اشیا منگوائیں اور اس طرح وہ سارے خود روزگار میں آجائیں گے اور جب وہ روزگار میں آ جائیں گے تو جناب! میں آپ کو اپنی مثال دیتا ہوں کہ جب مجھے اپنے گھر سے فون آتا ہے کہ ذرا جلدی آئیں کام ہے تو میں ان سے کہتا ہوں کہ میں فارغ نہیں ہوں، کیوں؟ اس لیے کہ روزگار کے پہیے میں گھومتا ہوں۔ جو لوگ روزگار کے پہیے میں نہیں گھومیں گے تو ان کے دو کام ہوں گے۔ اگر امیر ہیں تو عیاشیوں میں زندگی گزاریں گے اور اگر غریب ہیں تو پھر آج کل جو ہو رہا ہے، وہ بھی وہی کریں گے۔ لہٰذا میں اس ایوان سے اپیل کرتا ہوں کہ یہ قرار داد پرزور طریقے سے منظور کرے کہ ان لوگوں کو taxation میں مراعات بھی دی جائیں تو یہ چھوٹے چھوٹے دکاندار آپ کے سپاہی ہوں گے۔ پچیس سو کلو میٹر سے زیادہ ایریا میں پاکستان کا ایک سپاہی، ایک فوجی بھی نہیں تھا جہاں یہ قبائل آپ کے لیے قربانی دے رہے تھے۔ آج میں یہ کہتا ہوں کہ یہاں پر جتنے بھی دکاندار ہیں، ایف۔بی۔آر، ہماری ministry سر جوڑ کر بیٹھیں کہ ان کو فلاں فلاں مراعات دی جائیں کہ یہ چائے منگوائیں، کچھ اور منگوائیں تا کہ ان کو پانچ چھ سو روپے روز ملیں۔ یہ سب سے اچھے پاکستانی ہیں۔ مجھ سے زیادہ محب وطن ہیں اور ان کو ہمیں اس سرکل میں لانا ہو گا اور سرکل میں لانے کے لیے پالیسی کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں اپیل کرتا ہوں کہ

خدارا! اس وقت قبائلی علاقہ جات کے لوگ پاکستان کی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں اور خدا نخواستہ اگر یہ لوگ بیزار ہو گئے، یہ لوگ surrender کر گئے، انہوں نے یہ علاقے چھوڑ دیے تو پھر آپ خود سوچیں کہ پھر باری شہری علاقوں کی آئے گی اور پھر یہ نہ ختم ہونے والی جنگ ہو گی لہٰذا میری request ہو گی کہ آپ پرزور طریقے سے اس قرارداد کو منظور کریں کہ ان کو لازمی طور اتنی مراعات دی جائیں کہ پاکستانی business community میں ان کی مخالفت نہ ہو۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ وہاں پر سب کچھ معاف کریں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ carriage کا حساب لگائیں۔ Carriage پر کتنا خرچ آتا ہے، ایک آدمی کی باجوڑ میں مل ہے، ایک آدمی کی درگئی میں ہے، ایک آدمی کی وزیرستان میں ہے، خیبر ایجنسی میں ہے، لنڈی کوتل میں ہے۔ کتنا carriage آتا ہے اس carriage کے حساب سے اور کچھ دو تین پرسنٹ ڈیوٹی میں چھوٹ دی جائے تو انشاءاللہ تعالیٰ آپ دیکھ لیں گے کہ یہ ترقی کرتے رہیں گے، یہ روزگار میں آئیں گے۔ یہ محب وطن پاکستانی ہیں۔ یہ پاکستان کے لیے جان کا نذرانہ پیش کرنے والے لوگ ہیں لیکن ہم سب کو ان کی سرپرستی کرنی چاہیے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ حکومت اس بارے میں سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کچھ نہ کچھ لائحہ عمل طے کرے گی اور آپ اگر مجھے اجازت دے دیں تو بے روزگار نوجوانوں کے لیے جو سب سے پہلی میری قرارداد ہے--------

جناب چیئرمین: یہ قرارداد تو ابھی نہیں لے سکتے غلام نبی صاحب۔

سینیٹر حاجی غلام علی: وہ آئی ہوئی ہے، میں چونکہ نماز کی وجہ سے حاضر نہیں تھا اس لیے وہ رہ گئی۔

جناب چیئرمین: ابھی تو دوسری پر بحث ہو رہی ہے۔ جب میں نے call کیا تھا، آپ موجود نہیں تھے۔ آپ نماز پڑھ کے آجائیے گا۔ جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجا محمد ظفر الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں سینیٹر حافظ عبدالرشید صاحب کی اس قرارداد کی پرزور حمایت کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اٹھارہویں ترمیم کی بڑی تعریف ہوئی ہے لیکن اس میں باقی خامیوں کے ساتھ ساتھ یہ خامی بھی بڑی بری طرح کھٹکتی ہے کہ فاٹا کے بارے میں کوئی reforms ایسی نہیں ہوئیں کہ اس علاقے کے حالات کو بہتر کیا جا سکے۔ آج سے چند سال پہلے کوئی بیرونی ملک خواہ امریکہ ہو، برطانیہ ہو، کوئی بھی یہ ماننے کو تیار نہیں تھا کہ دہشت گردی کی اصل وجوہات کی طرف توجہ دی جائے لیکن اب وہ خود کہتے ہیں کہ صرف طاقت کا استعمال اس چیز کو

ختم نہیں کر سکتا۔ اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ مصر کے اندر جب اسرائیل نے 1967میں نہر سویز تک قبضہ کر لیا تھا اور ان کا یہ قبضہ کئی سال تک رہا۔ جو شہر نہر سویز کی مصر کی side پر تھے ان کو آئے روز بمباری کا سامنا رہتا تھا، بدامنی کا سامنا رہتا تھا، تجارت وہاں نہیں ہو سکتی تھی۔ کوئی آدمی اپنی جائیداد کو بہتر نہیں کر سکتا تھا۔ مصری حکومت نے ان علاقوں، ان شہروں کے لیے خاص مراعات کا اعلان کیا جس کی وجہ سے وہ مزید تباہی سے بچے، نقل مکانی سے بچ گئے۔ وہاں اسکول اور کالج تو قائم نہیں ہوئے لیکن وہاں سے ہٹ کر لوگوں کے لیے ایسے مواقع پیدا کیے گئے کہ وہاں سے لوگ نقل مکانی کرنے کی بجائے وہاں رہ کر اپنا روزگار بھی کما سکیں اور اپنے بچوں کو تعلیم دے سکیں۔ ان کے لیے بہتر ہسپتال قائم کیے گئے اور حالات ایسے بہتر کیے گئے کہ ان کی معاشی بہتری ہوئی اور وہ لوگ وہاں ڈٹے رہے، بیٹھے رہے۔ یہی کیفیت پاٹا کی بھی ہے۔ آج وہاں عرصے سے طاقت کا استعمال ہو رہا ہے اور صرف طاقت کا استعمال ہو رہا ہے۔ اگر کہیں کمیٹی میں یا باہر کوئی بات کی جاتی ہے کہ وہاں ترقی کے کام کیے جائیں تو کہتے ہیں کہ ترقی کیسے ہوگی وہاں تو حالات ہی درست نہیں ہیں۔ وہاں امن و امان بھی نہیں ہے اور اس کی وجہ سے حالات زیادہ خراب ہو رہے ہیں۔ وہ حالات کی خرابی پھر پاکستان کے دوسرے علاقوں کی طرف رفتہ رفتہ بڑھتی رہی ہے اور اب سارا پاکستان اس کی لپیٹ میں ہے۔ اس لیے نہ صرف وہاں کے لوگوں کو روزگار دیا جائے بلکہ وہاں کوئی ایسا سسٹم بنایا جائے، ان کے taxes کم کیے جائیں، لوگوں کو وہاں کے علاقوں کے لیے ایسی مراعات دی جائیں کہ یہاں سے لوگ جا کر وہاں اپنی فیکٹریاں قائم کریں، وہاں ادارے بنائیں، اس علاقے کی بہتری ہو۔ آج جبکہ صوبوں کو خود مختاری دی گئی ہے اور ابھی اس پر عمل ہوگا یا کس وقت ہوگا لیکن یہ تو کہا گیا ہے کہ جو اختیارات پہلے مرکز کے پاس تھے وہ صوبوں کو دیے گئے ہیں۔ اس علاقے کا خاص طور پر کیا قصور ہے کہ باقی علاقوں کو تو خود مختاری حاصل ہو اور فاٹا کا علاقہ اس قابل بھی نہ ہو کہ اپنی self-governance بھی کر سکے۔ وہاں پر کوئی ایسا نظام بھی نہ ہو جہاں جا کر وہ اپنی فریاد کر سکیں۔ وہاں پر کوئی عدالتی نظام نہ ہو۔ پہلا جو نظام ہوا کرتا تھا وہ بھی دقیانوسی تھا لیکن وہ بھی ختم ہو چکا ہے۔ اس لیے وہاں کے حالات کو درست کرنا پورے پاکستان کے حالات کو درست کرنے کے مترادف ہے۔ اس لیے میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کو اس کی بھرپور حمایت کرکے اس کو پاس کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ بہت، بہت۔ جی بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ حافظ صاحب کی اس قرارداد کی میں بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ گزشتہ گیارہ سال میں جو سسٹم فاٹا کا ہوتا تھا، یہ فاٹا کے بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں، میں بھی کئی دفعہ وہاں گیا ہوں اور میں بھی basically belong فاٹا سے کرتا ہوں۔ جو سسٹم فاٹا کا ہوتا تھا وہ سسٹم پچھلے نو سال میں ایک آمر نے completely ختم کر دیا۔ وہاں یہ عالم ہوتا تھا کہ ایک خاصہ دار اور دو levy کے آدمی چلے جاتے تھے، کوئی بھی کچھ نہیں کرتا تھا۔ وہاں اتنا بیڑہ غرق کر دیا، اس سسٹم کو completely تباہ کر دیا گیا ہے اور اب اس سسٹم کو جب تک ٹھیک نہیں کیا جائے گا تو یہ ترقی کی باتیں سب سوچ کی باتیں ہیں۔ اس سسٹم کو پہلے ٹھیک کیا جائے، جرگہ سسٹم کو ٹھیک کیا جائے، وہاں کے political agent سسٹم کو ٹھیک کیا جائے، وہاں ملک کے سسٹم کو ٹھیک کیا جائے، وہاں اے پی اے کو ٹھیک کیا جائے۔ تب اس کے بعد انشاءاللہ وہاں سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ چند ڈالروں کے عوض، چند ڈالروں کے عوض لوگوں نے وہاں جو جنگ لڑی ہے افغانستان کی، اس جنگ میں ہماری کئی سیاسی پارٹیاں بھی شریک تھیں ڈالروں کے عوض، وہ پیسے لیتے رہے اور جنگ لڑتے رہے۔ اب وہ لوگ واپس آ کر وہاں آباد ہو چکے ہیں حالانکہ یہ ہمارے فاٹا کے لوگ ان کو نہیں رکھنا چاہتے لیکن وہ زبردستی وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور اس وجہ سے ہم پر ڈرون حملے بھی ہو رہے ہیں، ہم پر تباہیاں بھی آ رہی ہیں۔ ہمیں threats بھی مل رہی ہیں۔ ابھی جو کل کی threats آج صبح جو ہم نے پڑھی ہیں وہ اتنی dangerous threat ہے کہ جس کو میں ایک پاکستانی کی حیثیت سے اور خیبر پختون خوا کے رہنے والے کی حیثیت سے، فاٹا والوں کے بھائی کی حیثیت سے، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیے وہ ایک قیامت خیز بات ہے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ میرے غلام علی بھائی نے کہا کہ فاٹا کو یہ incentive دیا جائے، ان کو یہ علم نہیں ہے کہ ہم نے شوکت ترین صاحب کے ساتھ مل کر بڑی کوشش کی۔ وزیراعظم صاحب پشاور تشریف لائے، یہاں اس ایوان میں، میں نے جب یہ بات کی تو وزیراعظم صاحب نے مجھے کہا، انہوں نے اپنی تقریر میں یہ کہا کہ بلور صاحب یہ بات کرتے ہیں، ہمیں بلایا بھی نہیں گیا تھا لیکن میں وہاں خود گیا، وہ announcement جو فاٹا، پاٹا اور خیبر پختونخوا کے لیے کی گئی ہے، آج تک وہ announcement complete نہیں ہوئی۔ جو ہمیں پیکیج دیا گیا ہے اس کا آج تک کوئی اتا پتا نہیں

ہے، جس طرح بلوچستان کے پیکیج کا کوئی پتا نہیں ہے۔ ہمارے پختونخوا اور فاٹا کو جو پیکیج دیا گیا ہم نے اس میں فاٹا اور پاٹا کو کیٹیگری نمبر ایک میں رکھا تھا کیونکہ مجھے پتا تھا کہ میرے فاٹا کے بھائی مر رہے ہیں، وہ تکلیف میں ہیں۔ ہم category two میں تھے۔ ہم نے کوشش کی کہ ان کو advantage ملے لیکن ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ غلام علی صاحب کو، ہمارے فاٹا کے دوستوں کو یہ علم بھی نہیں کہ ہم نے ان کے لیے کتنی لڑائی کی ہے اور ابھی تک وہ announcement نہیں ہو رہی۔ سٹیٹ بنک وہ announcement نہیں کر رہا۔ جب ایک دن کی چھٹی فالتو تھی تو ایک ہی دن میں سٹیٹ بنک نے، وزیر اعظم صاحب نے announcement کی اور ایک ہی دن میں سٹیٹ بنک نے announce کر دیا کہ سارے بنک چھٹی کریں کیونکہ چھٹی کا کام تھا۔ ان کا اپنا مفاد تھا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ چھٹی اس ملک کے لیے تباہی ہے۔ اس کی وجہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس اسلام آباد میں 80 per cent جو government servants ہیں، bureaucrats ویسے بھی میرے خلاف ہیں اور مزید ہو جائیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا، 80 per cent bureaucrats, Lahore, Gujranwala, Faisalabad کے علاقوں کے ہیں۔ جمعہ کی نماز کے بعد آپ کسی کو یہاں نہیں پائیں گے، جمعہ کی نماز کے بعد دفتر شاہی کے لوگ جائیں گے، long weekend منا کر سوموار کو صبح ناشتہ کر کے نکلیں گے، گیارہ بجے یہاں پہنچیں گے۔ جو پہلے پوچھے گا تو کہا جائے گا کہ صاحب meeting میں گئے ہوئے ہیں۔ جناب والا! یہ تو تباہی ہے، یہ ملک کی تباہی ہے اس سے بجلی کی saving نہیں ہو سکتی۔ ہاں! بجلی کی saving ہو سکتی ہے کہ آپ گیارہ، بارہ بجے تک air conditioners بند کریں۔ آج یونان میں کیا ہو رہا ہے، یونان اس وقت crisis میں ہے۔ یونان کے عوام سڑکوں پر آگئے ہیں، انہوں نے کہا کہ IMF کی conditionalities مت مانو، ہم اپنی تنخواہیں کم کرتے ہیں۔ ہم آٹھ گھنٹے کی جو تنخواہ لیتے ہیں، ہم بارہ گھنٹے کام کریں گے، ہمیں وہ تنخواہ دو۔ ہم یہاں کیا کرتے ہیں، ہم چھٹیاں مناتے ہیں اور ایک چھٹی منانے کے لیے سٹیٹ بنک نے دو گھنٹے بھی نہیں لگائے اور notification issue ہوا اور سارے بنکوں نے ہفتے کی چھٹی کر دی حالانکہ آپ یہ سوچیں کہ ہمارے خیبر پختونخوا کی business community and people of Tribal Areas اس وقت ایک ایسے crisis میں رہ رہے ہیں اور ہمیں cash اپنے پاس رکھنا پڑتا ہے۔ Saturday کو business community کے پاس cash آئے گی وہ کہاں لے کر جائیں گے؟ کیا قیامت آئے گی اگر بنک بند نہ ہوں۔ دفاتر آپ بند کر دیں کیونکہ بیورو کریسی کی بادشاہی ہے۔ بادشاہی تو نہ زرداری صاحب کی ہے، نہ وزیر اعظم صاحب کی ہے

بادشاہی تو بیورو کریسی کی ہے۔ بیورو کریسی نے ایک چھٹی کے لیے اتنا کچھ کیا، ہمارے خیبر پختونخوا اور فاٹا کا پیکیج ابھی تک announce نہیں ہوا جبکہ ۹ جنوری کو پشاور میں شوکت ترین صاحب نے اعلان کیا تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ فاٹا پر بات کریں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! اس میں FATA include ہے۔ FATA No.1 catagory ہے۔

Mr. Chairman: FATA with regard to the jobs. Employment quota

کی بات ہو رہی ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! FATA category one پر ہے۔ فاٹا کو ہم نے اس لیے category one پر رکھا ہے کہ فاٹا کی صنعت وہاں لگے گی، وہاں کوئی کام ہوگا۔ ہم نے کہا کہ فاٹا اور پاٹا کے جو قرضے ہیں وہ totally معاف کیے جائیں۔ ہم نے یہ category بھی مانگی ہوئی ہے۔ سب سے پہلی بات فاٹا اور پاٹا کے لیے ہے۔ فاٹا اور پاٹا کے بنکوں کے جتنے بھی قرضے ہیں وہ totally معاف کیے جائیں because they are living in such a horrible life that nobody can think of that.. ہم نے اپنے لیے نہیں بلکہ فاٹا اور پاٹا کے لیے کہا تھا۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں اور فاٹا کے لیے، خیبر پختونخوا کے لیے جو package announce ہوئے ہیں، خدارا! کم از کم ان کو implement کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: شکریہ جناب والا! فاٹا کے حوالے سے حافظ رشید احمد صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے، میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ حافظ صاحب کی تقریر کے بعد دیگر ساتھیوں نے جو کچھ کہا ہے، خاص طور پر مولانا عبدالرشید صاحب نے جن کا تعلق بھی فاٹا سے ہے انہوں نے یہاں پر انتہائی توجہ طلب باتیں بتائی ہیں، ایوان کو اس طرف توجہ دینی چاہیے۔ میں انتہائی مختصر الفاظ میں دو، چار چیزیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ فاٹا کے لوگوں کو نام ملنا چاہیے۔ فاٹا کوئی نام نہیں ہے۔ یہ جو انگریزوں کے، استعماری قوتوں کے نشانات ہیں، ان کو ختم کر دینا چاہیے

جس طرح عرصے کے بعد صوبہ سرحد کا نام تبدیل ہوا، خیبر پختونخوا کے حوالے سے یہاں سے منظوری بھی ہو گئی۔

دوسری بات یہ ہے کہ فاٹا کو قومی دھارے میں لانے کے اقدامات ہونے چاہئیں اور ان کے جو بنیادی مسائل ہیں، یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے پاکستان کے دوسرے علاقے کے لوگوں کو کوئی فکر نہیں ہے وہ تو گھروں میں خیریت سے بیٹھے ہوئے ہیں، یہ پتا نہیں کون ہیں جن بے چاروں کو مارا جا رہا ہے۔ایک بین الاقوامی سازش کے تحت اس علاقے کا انتخاب کیا گیا ہے، بے گناہ لوگ مارے جا رہے ہیں۔ یہ محب وطن پاکستانی ہیں اور یہ سچے مسلمان ہیں، ان لوگوں کی دین کے لیے، اسلام کے لیے اور پاکستان کے لیے زبردست قربانیاں ہیں ۔میں سمجھتا ہوں ہم جس طرح ان کو صلہ دے رہے ہیں، یہ زیادتی ہو رہی ہے، انصاف نہیں ہو رہا۔ ان لوگوں کے جو بنیادی معاملات ہیں ، وہاں کے عمائدین کے ساتھ بیٹھ کر، اس علاقے کے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر، ان کی مشکلات کے ازالے کے لیے جامع منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔

میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جس طرح پورے پاکستان کے لوگوں کو ووٹ کا حق ہے ان کو بھی ووٹ کا حق ملنا چاہیے۔اگر آپ فاٹا کو الگ صوبہ نہیں بنا سکتے تب تک میں گزارش کروں گا کہ فاٹا کو اسلام آباد کے ساتھ شامل کر کے فاٹا کے لوگوں کو اتنی مراعات دی جائیں جتنی مراعات اسلام آباد کے مکینوں کو دی گئی ہیں اور وفاقی حکومت ان تمام معاملات کو اس طرح دیکھے جس طرح اسلام آباد کے معاملات کو دیکھا جاتا ہے ۔ اگر ہم نے ان کے بنیادی مسائل کو حل نہ کیا تو حالات مزید گھمبیر ہوں گے۔ اگر فاٹا کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے مطابق چلنا چاہتے ہیں، اگر فاٹا کے لوگ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے مذہبی تشخص کو مٹانا نہیں چاہتے، اگر فاٹا کے لوگ چاہتے ہیں کہ ہم سنت نبوی کے مطابق رہنا چاہتے ہیں، حجاب کے مطابق چلنا چاہتے ہیں ، شریعت کے احکامات کے مطابق چلنا چاہتے ہیں ، تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے یہ مطالبات ناجائز نہیں ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں قتل و غارت گری مسائل کا حل نہیں ہے، فاٹا کو نام ملے۔فاٹا کے لوگوں کو ووٹ کا حق ملے ۔ جو مراعات پاکستان کے دیگر علاقوں کے لوگوں کو حاصل ہیں ، وہ مراعات فاٹا کے لوگوں کو ملیں اور قتل و غارت گری کے خاتمے کے لیے، امن و امان کے قیام کے لیے ہمیں ترجیحی بنیادوں پر سوچنا چاہیے ۔ اسی طرح کوٹے کے حوالے سے جو کوٹا ان کو دیا گیا ہے اس پر سختی سے عمل کیا جائے اور اگر کہیں پر کوئی جھول ہو تو اس کو ختم کر دینا چاہیے اور ان لوگوں کو قومی دھارے میں لانے کے لیے تعلیم دینا ضروری ہے، جہالت کا خاتمہ ضروری

ہے، روزگار ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان بنیادوں پر ضروری ہے کہ ہمارا ایوان اس قرارداد کو منظور کرے اور سرکار اس پر عملدرآمد کے لیے فوری پیش رفت کرے۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔مشاہد اللہ صاحب۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب چیئرمین! حافظ رشید احمد کی جو قرارداد ہے اس کے حوالے سے جتنی بھی گفتگو ہو چکی ہے اس کو میں repeat نہیں کرنا چاہتا۔ مختلف باتیں ہوئی ہیں۔ ان کی خصوصی حیثیت کی بات ہوئی ہے، کوٹے کی بات ہوئی ہے اور نام کی بات ہوئی ہے۔ دیگر مراعات کی بات ہوئی ہے، ان کی ملازمتوں کی باتیں ہوئی ہیں۔ انڈسٹریز کی باتیں ہوئی ہیں۔ ان ساری باتوں کی میں حمایت کرتا ہوں اور میں یہاں پر اپنی بات اس طرح سے شروع کروں گا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک مشہور زمانہ قول ہے کہ جس پر احسان کرو اس کے شر سے ڈرو۔ اب بات یہ ہے کہ فاٹا کے لوگوں کا پاکستان پر بہت بڑا احسان ہے۔ ہمیں اس بات کا جائزہ لینا پڑے گا کہ کیا ہم نے ان کے احسانات کا بدلہ چکایا ہے یا ہم نے اپنے شر سے اور اپنے عمل سے حضرت علی کے قول کو درست ثابت کر دیا ہے۔ اس لئے کہ جو بھی فیصلے ہوئے ہیں ابھی تک اور خاص طور پر 9/11 کے بعد ایک کمانڈو جنرل نے جو فیصلہ کیا تھا کہ جو پورے اس ملک کو خون میں نہلا کر چلا گیا اور خاص طور پر وہ ایریا جہاں فاٹا بھی ہے اور ساتھ افغانستان بھی ہے اور پھر پورا ملک ہے کہ جس کے نتیجے میں لاکھوں لوگ در بدر ہو چکے ہیں۔ 25,000 سے زیادہ لوگ پاکستان میں اپنی جان کی بازی ہار چکے ہیں جس میں 12 فیصد سے زیادہ لوگ ہماری فوج سے تعلق رکھتے ہیں جس میں میجر جنرل، بریگیڈیئر اور کرنل سے لے کر دیگر بڑے بڑے عہدیدار بھی شامل ہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ وہ خون تو پرویز مشرف نے بہانا شروع کر دیا تھا، نہلا دیا پوری قوم کو لیکن ابھی دو سال سے بھی تو وہ خون بہتا ہی چلا جا رہا ہے۔ اس خون کو روکنے کی کوئی سبیل ہوئی ہے، کہیں پر کوئی کوشش ہوئی ہے کہ اس خون کو کیسے روکنا ہے؟ میں کہنا یہ چاہتا ہوں۔ شاہ خوارزم کا بھی ایک بڑا مشہور قول ہے کہ جو قومیں اجتماعی طور پر غلط فیصلے کرتی ہیں اور ان فیصلوں کے نتیجے میں جو دامن پر داغ لگتے ہیں وہ آنسوؤں سے نہیں دھلتے بلکہ خون سے دھلتے ہیں۔

آج جو کچھ فاٹا کی صورت حال ہے جس طریقے سے وہاں پر روزانہ ڈرون حملے ہو رہے ہیں ایک طویل عرصے سے، جس طرح سے اپریشن ہو رہا ہے اور جس طریقے سے امریکہ کے مطالبات بڑھتے جا رہے

ہیں اور بڑھتے بڑھتے اب وہ یہ کہنا شروع ہوگئے ہیں کہ آپ شمالی وزیرستان میں بھی فی الفور اپریشن کریں اور پنجاب میں بھی کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو خون بہہ رہا ہے اس کو روکنا نہیں چاہیے۔ اس کو مزید بڑھنا چاہیے۔ میں جناب والا! یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ذرا تصور کریں کہ جس دن امریکہ افغانستان سے چلا جائے گا اور جانا تو اس نے ہے اس لئے کہ اس نے خود یہ کہہ دیا ہے کہ we are not winning the war. یہ وہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ ہم جنگ ہار چکے ہیں لیکن اس بات کا یہی مقصد ہے۔ جنگ تو ہارنا ان کا مقدر تھا۔ اس لئے کہ آج تک وہ یہ ثابت نہیں کر سکے کہ کس نے 9/11 کیا ہے؟ انہوں نے عراق کا ستیاناس کر دیا ہے۔ عراق میں 10,12 لاکھ افراد شہید ہوگئے اور افغانستان میں ایک لاکھ سے زیادہ افراد شہید ہو چکے ہیں اور نہ جانے یہ سلسلہ کب ختم ہونا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں فاٹا پر بھی بڑا ظلم ہوا ہے۔ وہاں پر مدرسوں میں پڑھنے والے اساتذہ کرام کے جسموں کے گوشت کے لوتھڑے تھے وہ ہم نے TV پر دیکھے ہیں۔ معصوم بچوں کا خون وہاں پر بہایا جا رہا ہے۔ وہاں پر بہت سارے areas ایسے ہیں کہ جہاں پر ایک زمانے میں زندگی بستی تھی۔ آپ سڑک پر جا رہے ہوتے تو دونوں طرف دیہات تھے۔ اب ایسا لگتا ہے کہ چٹیل میدان ہیں جیسا وہاں پر زندگی کبھی موجود ہی نہیں تھی اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ کل کو جب یہ جنگ بند ہو گی تو اس وقت وہاں کے لوگوں کے ہمارے بارے میں کیا تاثرات ہوں گے۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ہماری قوم کا المیہ یہ ہے کہ ہم جب تک خطرہ سامنے نہ آجائے اس وقت تک اس کا تدارک کرنے کا سوچتے ہی نہیں اور وہ قومیں جو خطرے کو بھانپ کر پہلے سے اس کی پیش بندی کرتی ہیں وہ ہمیشہ کامیاب قومیں قرار دی جاتی ہیں۔ ہم آج بھی ایک غلامانہ خارجہ پالیسی کے تحت امریکہ کے سامنے امریکہ کو خوش کرنے کے لئے ان کے تمام احکامات پر عمل درآمد کر رہے ہیں۔ ہماری کوئی خارجہ پالیسی نہیں ہے۔ ہمارے کچھ عہدیداران ایسے ہیں کہ جن کی movement سے اور جن کے بیانات سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صرف امریکہ کی خوشنودی حاصل کر رہے ہیں اور ان کا شاید آئندہ کا کوئی ایجنڈا ہے اس ایجنڈے پر عمل درآمد کرنے کے لئے وہ راہ ہموار کر رہے ہیں۔ انہیں فکر نہیں ہے کہ اس ملک کا حشر کیا ہو چکا ہے۔ آج تک حاصل وصول کچھ نہیں ہوا۔ پورے ملک میں اس کے اثرات موجود ہیں۔ جو کچھ 9/11 کے بعد اس خطے میں ہو رہا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ جو ردعمل فاٹا سے کل ہونا ہے اس ملک کے خلاف اور پورے پاکستان کے خلاف، وہ بھی پاکستان ہے لیکن میں یہ دیکھ رہا ہوں اور مجھے یہ نظر آرہا ہے آج اس کی پیش بندی کی جائے۔ آج ہمیں وہاں پر ایک اسپیشل بہت بڑا کمیشن بنانا چاہیے جو ہر قسم کی نہ صرف

مراعات دیں۔ NGOs کے ذریعے پیسے دیے جاتے ہیں۔ وہاں پر دیگر جو امداد دی جاتی ہے وہ خود کھالیتے ہیں۔ NGOs کا جو حال ہے وہ بھی آپ کے علم میں ہو گا کہ اپنا پیٹ موٹا کرنے کے علاوہ ان کا اور کوئی کام نہیں رہا۔ 3500 ارب ڈالرز افغانستان اور عراق کی جنگ پر امریکہ اب تک خرچ کر چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عقل کے اندھے جو ہیں اگر یہ صرف 3 ارب ڈالرز اس خطے پر خرچ کر دیتے تو کوئی دہشت گردی نام کی چیز نہ ہو لیکن یہاں تو انہوں نے میرے حساب سے 50 ملین ڈالرز بھی خرچ نہیں کئے ہوں۔ تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ان کو چھوڑ دیں۔ یہ ہمیشہ ایسا ہی کریں گے۔ اس لئے کہ یہ ہمارے ساتھ مخلص نہیں ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ ہمارے دوست ہیں۔ کوئی دوست ووست نہیں ہیں۔ دوستوں کا یہ وتیرہ نہیں ہوتا ہے، یہ طور طریقے نہیں ہوتے جو کچھ امریکہ ہمارے ساتھ روزانہ کرتا ہے۔ کچھ دن پہلے تک ہمارے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ فرمایا کرتے تھے کہ اب do more کا مطالبہ ختم ہو گیا ہے لیکن وہ do more پھر شروع ہو گیا ہے۔ کیوں شروع ہوا ہے یہ do more کا مطالبہ ان کی وزیر خارجہ نے ایک بے بنیاد۔۔۔۔ ایک ڈرامہ جو ابھی تک ثابت بھی نہیں ہوا کہ وہ بچہ کون ہے اور وہ بچہ جس کا باپ، جس کا انکل، جس کا سسر کوئی ائر وائس مارشل ہے، کوئی میجر جنرل ہے، بڑے بڑے عہدوں پر موجود ہیں، اس نے کونسا دھماکا کیا ہے یا نہیں کیا ہے، وہ کرنا چاہتا تھا یا اس کو مجبور کیا گیا یا اس کی آڑ میں اس کے پیچھے کیا سازش تھی کچھ سامنے نہیں آیا لیکن وہ کہہ یہ رہے ہیں کہ do this, do this, do this. یہ کونسا طریقہ ہے پھر آپ یہ دیکھیے یہ خون جو فاٹا میں بہہ رہا ہے میرے نزدیک اہمیت اس بات کی ہے اس لئے کہ اگر یہ خون بہنا بند نہ ہوا تو ہے نا کہ

جو آگ لگائی تھی تم نے اس کو تو بجھایا اشکوں نے
اور جو اشکوں نے بھڑکائی ہے اس آگ کو ٹھنڈا کون کرے

جناب! یہ آگ ٹھنڈی نہیں ہو گی۔ یہ اسپیشل پیکیج دینے سے بھی ٹھنڈی نہیں ہو گی، یہ انڈسٹریل زون بنانے سے بھی ٹھنڈی نہیں ہو گی۔ اصل سوال یہ ہے کہ اس حکومت کو اور چاروں صوبوں کو کوئی ایسا کام کرنا پڑے گا کہ فاٹا کے لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ قوم ہمارے ساتھ کھڑی ہے۔ ہمیں انہوں نے isolate نہیں کیا ہوا ہے۔ ہمارے بچے اور فاٹا کے بچے ایک جیسے بچے ہیں بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ وہ زیادہ خوبصورت بچے ہیں۔ ہمارے بچے اتنے خوبصورت نہیں ہیں وہ تو سارے pink بچے ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھیں دیکھیں۔ وہاں پر مر جاتے ہیں، یہاں پر اخباروں میں چھوٹی چھوٹی خبریں آتی ہیں اور اس کو پرویز مشرف collateral damage کہا کرتا تھا۔ یہ عجیب و غریب

ہے کہ اس کے ختم ہونے کا نام نہیں آرہا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس collateral damage حکومت کو یہ سوچنا چاہیے اور غور کرنا چاہیے کہ کیا ہماری خارجہ پالیسی ناکام تو نہیں ہوئی ہے، اگر کوئی ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی نہیں ہے۔ اس لئے کہ آپ نے کوئی line draw نہیں کی ہوئی ہے۔ہمارا کوئی دائرہ نہیں ہے کہ جناب! اس حد تک ہم نے جانا ہے اور اس کے بعد ہم نے نہیں جانا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ آپ امریکہ پر حملہ کر دیں لیکن ایک آزاد قوم کی حیثیت سے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے میں آپ کو کیا تکلیف ہے؟ تو جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ خون روک لیں، اس لیے کہ

خون پھر خون ہے سو شکل بدل سکتا ہے
ایسی شکلیں کہ مٹاؤ تو مٹائے نہ بنے
ایسا نعرہ کہ دباؤ تو دبائے نہ بنے
ایسا شعلہ کہ بجھاؤ تو بجھائے نہ بنے

جناب چیئرمین: بہت، بہت شکریہ۔ کیا اور ممبران بھی اس پر بحث کرنا چاہیں گے۔ مشہدی صاحب! آپ کہتے ہیں کہ ووٹنگ کروا لیں everybody wants to speak جی ڈاکٹر صاحب۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ جناب چیئرمین! میں رشید احمد صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی اچھی resolution پیش کی ہے جس کو میں fully support کرتا ہوں۔ ایک تو اس لیے support کرتا ہوں کہ فاٹا کے لوگوں کے ساتھ ظلم ہوا، ان کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے اور آج بھی ہو رہی ہے۔ سینیٹ میں جب Question Hour ہوتا ہے تو جس سوال کا بھی جواب آتا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یا تو فاٹا کا نام نہیں ہوتا اگر ہوتا بھی ہے تو ان کے حق اور ان کی آبادی، ان کی اہلیت کے مطابق ان کو نوکریاں نہیں دی جاتیں۔ یہ resolution چونکہ ان کے کوٹے کے متعلق ہے تو میں اپنے آپ کو اسی پر restrict رکھوں گا۔ ان کا حق ہے، یہ کوئی favour نہیں مانگ رہے اور ہم پورے پاکستان کے لوگ clear کرنا چاہتے ہیں، اپنے فاٹا کے بھائیوں کو ایک پیغام دینا چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ جو دکھ آپ کو ہوتا ہے، ہمیں بھی اتنا ہی دکھ ہوتا ہے۔ اگر ناانصافی آپ کے ساتھ ہوتی ہے تو وہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہے۔ حکومت کو کوئی حق نہیں کہ

آپ کو کوٹا پورا نہ دیا جائے۔ آپ پاکستانی ہیں اور ہر پاکستانی کا حق برابر ہوتا ہے اور برابر رہنا چاہیے۔ یہ سلوک فاٹا کے ساتھ بھی کیا جاتا ہے اور چھوٹے صوبوں کے ساتھ بھی کیا جاتا ہے۔ اس وقت میں چھوٹے صوبوں کا کیس تو نہیں لڑوں گا۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ employment کے کوٹے پر ناانصافی ختم ہونی چاہیے، یہ زبانی جمع خرچ سے ختم نہیں ہونی چاہیے۔ جب بھی کوئی بات ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ آئندہ دیکھیں گے، یہ دیکھیں گے وہ دیکھیں گے۔ اس پر ایک کمیشن بیٹھے یا ایک کمیٹی بیٹھے جو یہ دیکھےاور جتنے بھی ادارے، منسٹریاں، ڈویژنز ہیں ان کو study کریں اور اس میں ان کا جو حق بنتا ہے اس کو بیک وقت پورا کیا جائے تاکہ ان کو پتا چلے کہ پاکستان میں فاٹا کے لوگوں کو بھی انصاف مل رہا ہے اور ملتا رہے گا۔ آگے کیا کرنا ہے، reconstruction, reconciliation, rehabilitation, میں ان کو stake holder بنانا پڑے گا۔ فاٹا کے لوگوں کو پتا چلنا چاہیے کہ ان کے لیے فنڈز خرچ ہو رہے ہیں۔ ان کو stake holder بنا کر، ان کو ساتھ ملا کر وہاں ترقی کی جائے۔ وہاں کی جب ترقی ہو گی تو وہاں پر بھی employment ہو گی لیکن وہ employment بھی ان کا حق ہے۔ وہاں پر بھی development ہونی چاہیے جیسے پاکستان میں development ہو رہی ہے۔ Development fund ان کو بھی اتنے ہی ملنے چاہئیں جتنا ان کا حق ہے بلکہ زیادہ ملنے چاہئیں۔ Rehabilitation fund جو باہر کے ملکوں سے آتے ہیں ان لوگوں کو ساتھ ملا کر اس کو خرچ کیا جائے تاکہ جیسے پہلے فنڈز ضائع ہوئے ہیں وہ آئندہ نہ ہوں۔ جب ان کی reconstruction ہو جائے، ان کی جب employment ہو جائے، اس کو بھی علیحدہ رکھا جائے لیکن لوگوں کے لیے government service کا ایک علیحدہ charm ہوتا ہے۔ حکومتی service سے national unity بھی بڑھتی ہے، یکجہتی بھی ہوتی ہے اس لیے ان کو کوٹا پورا ملنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین! میں بھی حافظ رشید احمد صاحب کی اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں جس میں انہوں نے کہا کہ Government to take effective steps for implementation of employment quota of FATA وغیرہ وغیرہ۔ جناب چیئرمین! فاٹا کے بارے میں تقاریر سن کر، پڑھ کر، اس کے بارے میں تھوڑا بہت جان کر۔۔۔ پچھلے آٹھ دس سال سے وہ front line, war against terrorists بنے ہوئے ہیں۔ باقی جو

developed areas ہیں وہ تو اگر اخبارات میں بھی calculate کر کے دیکھ لیں تو پتا چل جاتا ہے کہ
terrorism جو پاکستان کے developed areas میں ہوا ہے اس میں کتنی casualties ہوئی ہیں۔
فاٹا کا جو front line area ہے وہاں کے اعداد و شمار، ہاں اگر حکومت نے خفیہ رکھے ہوں، ان کے
پاس ہوں یا امریکہ کے پاس ہوں تو وہ الگ بات ہے لیکن بادی النظر میں پاکستان کے ریکارڈ سے یا
پاکستانی میڈیا کے حوالے سے کوئی exact record نہیں ملتا کہ وہاں پر کتنی بے گناہ جانوں کا نقصان
ہو چکا ہے۔ جناب والا! اس لحاظ سے لگتا ہے کہ فاٹا کا علاقہ صرف فاٹا والوں کے لیے رہ گیا ہے۔ فاتحہ
خوانی کے موقع پر بے گناہ لوگ مر جاتے ہیں۔

جناب والا! فاٹا اب وہ فاٹا نہیں جو آج سے تیس چالیس سال پہلے کا تھا۔ اب فاٹا کی نمائندگی
پاکستانی پارلیمنٹ میں ہے، پاکستان کے Upper House میں ہے، پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں ہے
اس کا مطلب یہ ہوا کہ پاکستان کے لیے بننے والے قوانین میں فاٹا کا ایک role ہے۔ میں فاٹا والے
دوستوں کو یہ کہوں گا کہ آپ اس خوش فہمی میں نہ رہیں، ابھی تازہ ترین بات ہے، ابھی ایک ہفتہ ہوا ہے
اٹھارہویں ترمیم کے حوالے سے پاکستان کے آئین میں ترامیم کی گئیں۔ پاکستان کے آئین میں ایک
آرٹیکل 38 ہے اس میں اضافہ کیا گیا ہے اس میں ایک اور جز کی insertion کی گئی ہے، آرٹیکل 38 میں
پہلے ہی چار پانچ clauses ہیں، اس میں کہا گیا ہے کہ the state shall اب جو اضافہ کیا گیا ہے the
state shall ensure that the share of the provinces in all Federal services including autonomous bodies and corporations established by or under the control of the Federal Government shall be secured and any omission in the allocation of the share of the provinces in
the past shall be rectified. اب اس میں آپ کو کوئی چیز missing نظر آئے گی۔ تمام
صوبوں کی Federal services کے لیے آئین نے ضمانت دے دی ہے، اگر ماضی میں بھی ان کے
ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے وہ بھی rectify کی گئی ہے، کن کے ساتھ؟ Within the four
provinces, not FATA کیونکہ فاٹا کے لوگ بھی کوئی لوگ ہیں۔ فاٹا کے لوگ کوئی ذہن رکھتے ہیں،
فاٹا کے لوگوں کی شکلیں ایسی نہیں ہیں کہ وہ Federal میں اپنا حق مانگ سکیں یا secure کر سکیں۔
اب یہ resolution کے ذریعے حافظ صاحب! صرف آپ کی اشک شوئی ہوگی، آپ کو with due
respect بے وقوف بنایا جائے گا۔ یہ فاٹا کے ساتھ ہو رہا ہے، صرف فاٹا کے ساتھ نہیں ICT کے ساتھ

بھی، ICT کے لوگ بھی کوئی لوگ ہیں، Federation کو سنبھال رکھا ہے، Federation کی خوبصورتی کے لیے انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ اگر آج محروم ہیں تو فاٹا کے لوگ جو پارلیمنٹ میں represented ہیں یا پھر ICT کے لوگ۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ان کو مطالبہ یہ کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ فاٹا کے لوگوں کو اپنی امان میں رکھے یہ ہمارے پیارے بھائی ہیں، بہت پیارے بھائی ہیں۔ حکومت امریکہ نے ان کو focus کیا ہوا ہے کل پھر انہوں نے drone attacks کئے ہیں۔ ابھی دس دن کی بات ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان کی اجازت کے ساتھ، پاکستانی forces کے ساتھ مل کر ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ اب ان کی نظریں پنجاب کی طرف بڑھ رہی ہیں، وہ آگے تک جانا چاہتے ہیں۔ کیا ہم یہ مطالبہ کریں کہ مارے جانے والوں کو ڈھائی لاکھ، تین لاکھ دیے جائیں، ہم یہ resolution لے کر آئیں کہ براہ مہربانی ہماری لاشوں کے rate بڑھا دیے جائیں۔ اب یہی ایک مطالبہ رہ گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو شرم سے ڈوب مرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! کم از کم ایک مہربانی کر دیں، ICT میں آپ ہائی کورٹ کا قیام عمل میں لائے ہیں۔ اس ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار فاٹا کے علاقے تک بڑھا دیا جائے۔ پتا نہیں ان کو ملازمتیں ملیں گی یا نہیں ملیں گی، کوئی حکومت ان کو دے گی یا نہیں دے گی لیکن کم از کم انصاف کے لیے کوئی ہائی کورٹ کا دروازہ تو ان کو نظر آجائے، شاید اسلام آباد تک آنا ان کو مہنگا پڑے لیکن کم از کم انصاف کا ایک بڑا ادارہ ہائی کورٹ دستیاب ہوگا۔ یہ دونوں federally administered areas ہیں، اسلام آباد بھی اور فاٹا کا علاقہ بھی، کم از کم اس ہائی کورٹ کی jurisdiction کو بڑھانے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے آئین میں پھر ترمیم کی جائے گی۔ جناب چیئرمین! ترامیم حکومتیں ہی کرتی ہیں اور کرواتی ہیں، فاٹا کے آٹھ ممبران یا بارہ ممبران کے پاس تو طاقت نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! میں اس resolution کی حمایت کرتا ہوں کہ فاٹا کی discrimination ختم کی جائے۔ Discrimination والی بات پھر وہی مشاہد اللہ خان والی بات ہے کہ خون ختم نہیں ہوگا، خون بہتا رہے گا۔ خون کا معاوضہ دیا جاتا رہے گا اور خون بہتا رہے گا۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: محترم چیئرمین صاحب! میں مشکور ہوں آپ کا کہ آپ نے مجھے بولنے کی اجازت دی۔ میں سینیٹر حافظ رشید احمد صاحب کی اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں کہ

ہمارے فاٹا کے بھائیوں کو سرکاری محکموں میں ان کے کوٹے کے مطابق ان کو حصہ نہیں مل رہا ہے۔ اگر ماضی میں ان کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے تو اسے بھی compensate کرنا چاہیے۔ اس ایوان میں آئے ہوئے مجھے دو سال ہوگئے ہیں اور اس عرصے میں، میں نے جو بھی دیکھا ہے، پہلے تو یہ پتا چلا کہ فاٹا اور فانا کو اکٹھا کر دیا جاتا ہے۔ اب جبکہ فانا یعنی گلگت بلتستان ایک الگ صوبہ بن گیا ہے تو شاید اب اس کو الگ کر دیا جائے لیکن ایک بات جو میں نے اب دیکھی ہے کہ پختونخوا اور فاٹا کو اکٹھا کر کے ہمیں جواب دیا گیا ہے۔ ہم فاٹا کو اپنے سے جدا نہیں سمجھتے بلکہ ہماری تو خواہش ہے کہ وہ ہم سے مل جائیں لیکن اگر وہ ہم سے نہیں ملنا چاہتے تو ہم ان کے ساتھ مل جائیں لیکن جب تک ہم اکٹھے نہیں ہوتے اس وقت تک ان کا جو حق ہے وہ ان کو ملنا چاہیے۔ فاٹا کے ساتھ 63 سال سے زیادتی ہو رہی ہے۔ فاٹا کے لوگوں کو پاکستان کے دوسرے شہریوں کے برابر حق نہیں ملا۔ فاٹا میں political parties کو اجازت نہیں ہے کہ کام کریں۔ فاٹا ہماری ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کی jurisdiction میں نہیں ہے۔ فاٹا میں کوئی industry نہیں، کوئی industrial estate نہیں ہے، کوئی medical college نہیں ہے، کوئی engineering college نہیں ہے، کوئی university نہیں ہے، یہاں تک کہ باجوڑ اور اور کزئی کے درمیان کوئی سڑک بھی نہیں ہے کہ وہاں پر آمدورفت آسان ہو سکے۔ وہاں جتنے بھی دفاتر ہیں health کے، education کے، agriculture کے، fisheries کے، غرض C&W کے تمام provincial Government departments خیبر پختونخوا کے ہیں۔

فاٹا کے لوگوں کے ساتھ ایک اور بھی ناانصافی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہاں پر کوئی جیل بھی نہیں ہے۔ Political Agent کی مرضی ہے کہ کسی آدمی کو تین سال کے لیے قید کر دے اور اسے پشاور، ہری پور یا ڈیرہ اسمٰعیل خان کی جیل میں بھیج دے۔ ہمیں فاٹا کے بھائیوں سے بڑی محبت ہے جیسا میں نے کہا ہے کہ ہماری تو خواہش ہے کہ فاٹا ہم سے ملے اور اگر وہ ہم سے نہیں ملنا چاہتے تو وہ ہمیں اپنے ساتھ ملا لے۔ ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں لیکن جب تک یہ نہیں ہوتا تب تک جو فاٹا کے حقوق ہیں ان کو ملنے چاہیئیں۔

فاٹا کے متعلق صدر پاکستان نے reforms کی بات کی تھی کہ وہ وہاں پر political reforms لانا چاہ رہے ہیں لیکن وہ reforms اب تک نہیں آئیں۔ اس کی کیا وجوہات ہیں یہ مسئلہ Constitutional Reforms Committee میں بھی discuss ہوا اور پھر Constitutional

Reforms Committee نے باقاعدہ recommendation دی ہے کہ فاٹا سے متعلق جو reforms کا اعلان ہوا ہے وہ مہربانی کرکے فاٹا کے لوگوں کو دیں۔

آج فاٹا کے لوگ قربانی دے رہے ہیں، ہم نے پہلے فاٹا کو misuse کیا جب صدر بش کا پہلا دور تھا، جب جہالت کا دور تھا، ہم نے اسلام کے نام پر دنیا بھر سے دہشت گرد وہاں پر اکٹھے کیے، ان کو اسلحہ دیا، ان کو پیسے دیے، ان کو پاسپورٹ دیے، ان کو ویزے دیے۔ جناب چیئرمین! اگر میں فاٹا کا باشندہ ہوں اور میں اپنی nationality چھوڑ دیتا ہوں اور میں امریکن بن جاتا ہوں تو قانون یہ ہے کہ جب میں واپس آؤں گا اور میں فاٹا کے علاقے میں جانا چاہوں گا تو میں Home Secretary سے اجازت لوں گا لیکن ان غیر ملکیوں کو چاہے وہ سوڈانی ہیں، عربی ہیں، یمنی ہیں یا کہیں سے بھی آئے ہیں ان کو تو اجازت دے دی گئی کہ وہ آباد بھی ہوں اور وہ گھر بھی بنائیں، وہاں کاروبار بھی کریں اور اسلحہ بھی dump کریں اور وہاں لوگوں کو training بھی دیں۔

ہماری فوج نے بڑی قربانیاں دی ہیں اور باجوڑ کو آزاد کرایا ہے۔ اس سے پہلے سوات کو بھی آزاد کرایا، وہ تو خیر سے فاٹا کا حصہ نہیں ہے۔ پھر باجوڑ میں انہوں نے بڑی کامیابی سے ان جگہوں پر پاکستان کے جھنڈے لہرائے جہاں پر پہلے پاکستان کے جھنڈے نہیں تھے۔ پھر اس کے بعد جنوبی وزیرستان میں فوج نے قربانیاں دیں اور آج اورکزئی میں ان علاقوں میں پاکستان کے جھنڈے لہرا رہے ہیں جو آج بھی حکومت کی writ میں نہیں ہیں۔ وہاں پر political agent کی writ نہیں ہے، وہاں وزیراعظم پاکستان کی writ نہیں ہے، صدر پاکستان کی writ نہیں ہے، وہ ایک ایسا علاقہ ہے کہ جہاں سے پاکستان کے خلاف اور پاکستان کے دوست ممالک کے خلاف سازشیں ہوتی ہیں لیکن پاکستان کی فوج کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ ایک طرف تو مشرقی سرحدوں کی حفاظت کرے اور پھر مغربی سرحد پر جائے اور ہر جگہ ملک کے اندر بھی لڑے لیکن اس کے باوجود پاکستانی فوج قربانیاں دے رہی ہے لیکن بڑے بش کے زمانے سے لے کر چھوٹے بش کے زمانے تک فاٹا کے لوگ یرغمال رہے ہیں۔ ہماری فارن پالیسیوں کے یرغمال رہے ہیں۔ ان کو یرغمال بنایا گیا۔ ان کو مجبوراً اسلحہ دیا گیا، پیسے دیے گئے۔ Political parties کو کام نہیں کرنے دیا گیا۔ وہاں universities نہیں ہوں گی، کارخانے نہیں ہوں گے، انصاف کے دروازے نہیں ہوں گے تو پھر وہ کیا کریں گے، اسی لیے ان کو کلاشنکوف، گولیاں اور پیسے دیے گئے۔ ان کو القاعدہ اور طالبان نے یرغمال بنایا اور آج بھی وہ بے چارے بہت سارے علاقوں میں یرغمال ہیں اور جو ہمارے وفاقی وزیر ہیں فاٹا کے حوالے سے، وہ خود Chief

Secretary FATA کے پر غمال ہیں جو آپ کو information بھی provide نہیں کرتے۔ آپ ہی نے پچھلی meeting میں کہا تھا کہ غریب اور کمزور وزیر کی مدد کی جائے تا کہ ان کا محکمہ ان کے ساتھ تعاون کرے۔

جناب والا! مختصراً عرض ہے کہ فاٹا کا جو حق ہے وہ ان کو ملنا چاہیے۔ میرے خیال میں مشھدی صاحب نے یہ تجویز دی تھی کہ ایک کمیٹی ہونی چاہیے اور وہ پتا لگائے کہ پاکستان بننے کے بعد فاٹا کے لوگوں کو ان کا جو سرکاری ملازمتوں میں کوٹا تھا وہ کیوں نہیں ملا؟ اتنی ناانصافی کیوں ہوئی ہے؟ یہ ناانصافی ہمارے ساتھ بھی ہوئی ہے، ہمیں پتا ہے کہ پختونخوا کے ساتھ بھی ہوئی، بلوچستان کے ساتھ بھی ہوئی ہے اور سندھ کے ساتھ بھی ہوئی ہوگی لیکن چونکہ اس وقت مسئلہ فاٹا کا زیر بحث ہے لہٰذا ہم بھی آپ سے اپیل کرتے ہیں کہ اس بات کی تحقیق کرنی چاہیے کہ ماضی میں فاٹا کے ساتھ جو ناانصافیاں ہوئی ہیں ان کو compensate کیا جائے۔ اس وقت فاٹا ہماری جنگ لڑ رہا ہے۔ پہلے بغیر کسی پیسے کے فاٹا والے ہماری سرحدوں کی حفاظت کرتے تھے اور آج وہی لوگ جو یرغمال نہیں ہیں وہ دہشت گردی کے خلاف ہماری فوج کے شانہ بہ شانہ کھڑے ہیں۔

جناب والا! میں بھرپور حمایت کرتا ہوں حافظ صاحب کی اس demand کی کہ فاٹا کے لوگوں کے ساتھ انصاف کیا جائے، فاٹا کے لوگوں کو انصاف درکار ہے۔ اگر آپ فاٹا کے لوگوں کو انصاف نہیں دیں گے تو قیامت کے روز ہم سب سے پوچھا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ پیرزادہ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ کی بہت مہربانی۔ حافظ عبدالرشید صاحب نے اپنی قوم کی، اپنے علاقے کی نمائندگی کرنے کا پورا حق ادا کرتے ہوئے آج یہ تحریک پیش کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی ہمارے مؤقر ممبران نے فاٹا کے بارے میں آپ کے سامنے حقائق پیش کیے ہیں وہ نہایت ہی اہم بلکہ نہایت المناک، افسوسناک اور دردناک قسم کے حقائق ہیں۔ فاٹا کا جو علاقہ ہے وہ دنیا کا اہم ترین علاقہ ہے، دنیا کا خوبصورت ترین علاقہ ہے، دنیا کی بہادر ترین قوم کا بسنے والا علاقہ ہے، پاکستان کے وفادار ترین لوگوں کا علاقہ ہے، پاکستان کے سادہ ترین لوگوں کا علاقہ ہے۔ ہمارے ہاں آپ جو چور پکڑتے ہیں وہ پولیس کی گاڑی میں سے سپاہی کو گولی، بٹا مار کر بھاگ جاتا ہے اور وہاں اگر ایک agent اس کو ایک پرچی دے دے کہ تجھے تین سال قید با

مشقت سزا دی گئی اور تو فلاں جیل میں جا کر اپنے آپ کو پیش ہو تو وہ پرچی اپنی جیب میں رکھ کر اس جیل تک جاتا ہے اور اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے۔ اتنی شریف ترین قوم ہے، اتنی بہادر ترین قوم، اتنی مخلص ترین قوم کہاں کسی ملک کو ملے گے۔

اس پاکستان کو جس کو قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے بنایا، اللہ تعالیٰ نے ان کو بنانے کی توفیق دی، اس میں اتنی خوبصورت قومیں، اتنے خوبصورت علاقے اور اتنا بھونڈا نظام کہ تمام قوموں کے ہر شخص کے ساتھ ایک ایسا بھیانک برا سلوک ہوا کہ وہ مرتا کیا نہ کرتا، جب ہم نے ان کو اقتصادی سہولیات نہیں دیں، سماجی سہولیات نہیں دیں، سیاسی package نہیں دیا، ان کے ذاتی حقوق نہیں دیئے، ان کے قومی حقوق نہیں دیے، ان کے علاقائی حقوق نہیں دیے، بلکہ جتنے بھی حقوق کسی انسانیت میں بسنے والے انسانوں کے ہوتے ہیں وہ تقریباً نہیں دیے گئے تو اس کا پھر نتیجہ یہی تھا کہ باہر کے لوگ خواہ وہ کسی شکل میں بھی آئیں وہ آ کر ان کو خرید لیں، ان کے علاقوں کو خرید لیں، ان کی طاقتوں کو خرید لیں، ان کی قوت بشری کو خرید لیں اور اگر دس فیصد یا تین فیصد خریدنے میں وہ کامیاب ہو گئے تو پوری قوم کو برباد کرنے کا شاخسانہ اسی وجہ سے ہوا ہے کہ اس قوم کی development کے لیے اس قوم کے حقوق کے لیے، اس علاقے کی عزت کے لیے، پاکستانی کے پاکستانی ہونے میں، اسلام آباد کے پاکستانی یا کراچی کے پاکستانی یا لاہور کے پاکستانی اور فاٹا کے پاکستانی میں اتنا بڑا فرق کیوں ہے جبکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسی کامیاب حکومت کو چلانے کے لیے دو اصول ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اس حکومت کی آمدنی جو ہے وہ حلال کی ہو، اور دوسرا اصول یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کی جو آمدنی ہوئی ہے ان کی نعمتوں کی تقسیم مساویانہ ہو کیونکہ تقسیم مساویانہ نہیں ہو رہی ہے اسی لیے آج جو فاٹا میں نہیں رہتے ہیں میں نے فاٹا نہیں دیکھا ہے۔ میں اپنی مثال دیتا ہوں وہ بھی اپنا تھوڑا سا درد آپ کے سامنے بیان کر رہا ہے تو خدارا! ایک اس الجھے ہوئے نظام کو جس کو 63 سال تک ہم نہیں سلجھا سکے ہیں۔ یہ coalition کے اتنے قابل ترین ساتھیوں کے ساتھ مل کر پیپلز پارٹی کو چاہیے، حکومت کو چاہیے، coalition میں تمام شریک جماعتوں کو چاہیے کہ ان جماعتوں کی آواز بھی سن لیں جو کہ بنی ہی غریبوں کو حقوق دینے کے لیے ہیں تو کم از کم وہ کب تک چیختے رہیں اور کب غریبوں کو حقوق ملیں گے، مجھے کوئی ایسی جماعت بتا دیجئے coalition میں یا coalition سے باہر جو یہ کہتی ہو کہ غریبوں کے حقوق نہیں ملنے چاہیئیں اور ہر جماعت یہی کہتی ہے اور ہر ممبر یہی الاپتا ہے اور ہر لیڈر کا گلا اسی بات پر پھٹ جاتا ہے تو آج تک بڑے بڑے علاقوں کو لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں غریبوں کو ان کے حقوق کیوں

نہیں ملے ہیں یا تو ہم یہ اسمبلیاں چھوڑ جائیں یا پھر ہم قوم کو یہ جواب دے دیں ۔ تو صاحب ! اس غربت اور ہمارے اعمال اور ہماری غفلت کی وجہ سے اتنی بڑی قوم، جناب چیئرمین ! آپ کو مجھ سے زیادہ پتا ہے کہ یہ فاٹا کا علاقہ اور فاٹا کے لوگ دنیا کے کئی ملکوں سے زیادہ بڑے ہیں اور کئی ملکوں سے زیادہ ان کا ایریا ہے ۔ خدا کے لیے ہماری ٹوٹی ہوئی سڑکیں جب ہم سرحد پار کرتے ہیں تو وہاں پھولوں سے سجی ہوئی سڑکیں ہوتی ہیں اس علاقے کے بارے میں آپ کچھ کر لیجئے ان کے ممبروں کا بھی خدا بھلا کرے گا آپ کا بھی خدا بھلا کرے گا

کرو مہربانی تم اہل زمین پر

خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

ہمارے قائد الطاف بھائی کی شروع سے یہ آواز ہے کہ ملک میں جو بھی غریب ہے اس کو حق دیا جائے ۔ بھئی موجودہ ذیبنداری کب تک رہے گی ، وڈیرے کب تک موجود رہیں گے اب تو غریب جماعتوں کی حکومت ہے یہ سب سے زیادہ اس وقت غریب ہیں ان کو حقوق دینے کی آپ کوشش کریں ۔ اللہ آپ کا بھلا کرے گا اور جن ساتھیوں نے اس پر بولا، ان کا بھی اللہ بھلا کرے گا۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ، سلیم سیف اللہ صاحب آپ نے کچھ فرمانا ہے۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔شکریہ جناب چیئرمین! حافظ صاحب تشریف فرما نہیں ہیں میں بھی اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور میرا ضلع جو ہے وہ adjoining district to North Wazirstan Agency اور تعلق بھی ان علاقوں سے رہا ہے تو مجھے اس بات کا احساس ہے کہ ہمارے جو قبائلی علاقہ جات ہیں وہاں پر آپ جا کر دیکھیں جناب چیئرمین ! بد قسمتی سے وہاں 30سال سے جنگ ہو رہی ہے جس کی وجہ سے نہ تو ملک کے گورنر جا سکتے ہیں، نہ وزیر اعظم جا سکتے ہیں، نہ صدر پاکستان جا سکتے ہیں ، نہ وزراء جا سکتے ہیں، نہ جناب چیئرمین! جنرل جا سکتے ہیں ۔میرے خیال میں اگر فیڈرل فاٹا میں دیکھا جائے تو میرا خیال ہے کہ پچھلے کئی برسوں سے ہماری جو top leadership ہے وہ نہیں جا سکی بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ جو اکثر کہتے ہیں کہ روس نے جب حملہ کیا تو امریکہ کی طاقت تھی جنہوں نے اس کو پسپا کیا میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے غیور اور بہادر قبائلی علاقوں کے رہنے والے تھے جنہوں نے مقابلہ کیا شہادتیں حاصل کیں اور روس ، سوویت یونین کی اس invasion کو پسپا کیا، شکست دی ۔ جناب چیئرمین! آج بھی فاٹا کی صورت حال دیکھیں

افغانستان میں جنگ جاری ہے ۔ Tribal area میں جنگ جاری ہے آج بھی آنے سے پہلے اور کرُم ایجنسی میں جنگ جاری ہے ۔ 39 extremists and 9 soliders were killed in action. میرے خیال میں اس حساب سے لوگ روزانہ اس علاقے میں مر رہے ہیں کہ شاید وہ وقت نہ آ جائے کہ وہاں مرد ہی نہ رہیں اور صرف خواتین، بچے اور بوڑھے ہوں ایک جنگ جاری ہے تو ان کے ساتھ ہیں ۔ جناب ہم تو یہاں اسلام آباد میں بیٹھے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم ائرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھے ہیں ہمیں اس بات کا احساس نہیں ہے کہ وہ کیسے وقت گزار رہے ہیں نہ وہاں بجلی ہے نہ وہاں پانی ہے، نہ وہاں روزگار ہے، اور سارا دن shelling ہوتی ہے، نہ رات کو سو سکتے ہیں نہ دن کو، تو میرے خیال میں ہمارے فاروق لغاری صاحب کے صاحبزادے یہاں بیٹھے تھے ہاں بیٹھے ہیں ۔اس side پر چلے گئے ہیں ۔ اپوزیشن سے reassures benches لے گئے ہیں ۔۔۔

(قہقہے)

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: آپ ذرا بات سن لیں جذبات میں نہ آئیں ۔ میں آپ کے والد محترم کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بہت بڑا احسان کیا ۔ جناب چیئرمین! فاٹا میں پہلے ملک جو بارہ تیرہ سو تھے جو انگریزوں کے وقت ایک نظام تھا انہی کو صرف یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ ووٹ استعمال کر سکتے تھے یہ فاروق خان لغاری صاحب جب صدر پاکستان تھے اور اس وقت ایک عبوری حکومت تھی تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا one man one vote آج جو ان کو حق دیا گیا ہے یہ ان کا بڑا کارنامہ ہے اور اس کو میں یاد کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب چیئرمین! المیہ یہ ہے کہ جو اچھے کام کر کے برسراقتدار نہیں رہتے ہیں تو ان کا ذکر کرتے ہوئے ہم ہچکچاتے ہیں ۔ ان کا نام ہم نہیں لیتے بلکہ بڑے لوگوں کا نام لو، جو کرسیوں پر بیٹھے ہیں لیکن جو چلے گئے ہیں ان کا نام ضرور لینا چاہیے اور میں اس وقت یہ کہنا چاہوں گا کہ ابھی بہت ساری اصلاحات کی ضرورت ہے یہ سب جماعتیں جتنی بیٹھی ہیں ۔وزیر صاحب سن لیں۔ سب کہتے ہیں کہ فاٹا میں Political Act کو extend کیا جائے ۔ نہیں ہو رہا کیوں نہیں ہو رہا ۔ جناب چیئرمین! وہ کیا رکاوٹ ہے آپ کو زیادہ علم ہوگا آپ ایسے عہدے پر فائز ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ فاٹا میں نوکریوں کا جتنا بھی ہم کر سکیں ۔ میرے خیال میں وہ کم ہے ۔ سنتے تو ہیں وہاں سڑکیں بھی بن رہی ہیں ۔ڈیم بھی بن رہے ہیں، یونیورسٹیاں بھی بن رہی ہیں لیکن on the ground وزیر صاحب سے بھی پوچھ لیں، زمین پر کچھ نہیں ہے کاغذوں پر بہت کچھ اور کرپٹ نظام

ہے۔ اس وقت ایک انتہائی کرپٹ نظام ہے لوگوں کی جیبوں میں پیسے جا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! خدارا، ایسا نہ کریں اس ملک کے بڑے محدود وسائل ہیں ان کو ضائع نہ کریں اور لوگوں کی جیبوں میں نہ جانے دیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ جناب چیئرمین! حافظ رشید احمد صاحب نے جو آج قرارداد پیش کی ہے۔

جناب چیئرمین: ذرا brief ہو جائے تا کہ میں نے مغرب سے پہلے points of order بھی لینے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: دو تین منٹ، کہ وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات میں سرکاری ملازمت کے کوٹے کو رو بہ عمل لانے کے لیے مؤثر اقدام کیے جائیں اور اس میں جو کمی ہے اس کو فی الفور پورا کیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ اس قرار داد سے کوئی بھی اختلاف نہیں کر سکتا۔ مکمل اتفاق ہے۔ فاٹا کا مسئلہ بہت ہی سنگین ہے۔ میرے دوستوں نے کئی پہلو اجاگر کیے ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ فاٹا کے عوام نے جو نمائندے یہاں منتخب کر کے پارلیمنٹ میں بھیج دیے ہیں۔ قومی اسمبلی کے بارہ ممبران اور آٹھ سینیٹرز ان نمائندوں کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ فاٹا کے لیے وہ کوئی قانون سازی کر سکیں۔ فاٹا کے قانون ساز فاٹا کے لیے قانون سازی نہیں کر سکتے، باقی سارے ملک کے لیے کر سکتے ہیں۔ ہمارے آئین میں یہ درج کر دیا گیا ہے کہ پارلیمنٹ کا کوئی ایکٹ فاٹا میں اس وقت تک نافذ العمل نہیں ہو سکتا جب تک صدر مملکت یا گورنر خیبر پختونخوا صدر مملکت کی پیشگی منظوری سے وہاں تک اس کی توسیع کا فرمان جاری نہ کر دے۔ جناب چیئرمین! دوسرا سنگین مسئلہ یہ ہے کہ پولیٹیکل ایجنٹ کی طرف سے فاٹا کے عوام کو جو سزا سنائی جاتی ہے اور ایف سی آر میں پولیٹیکل ایجنٹ کا نام نہیں ہے، اس میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ڈویژنل مجسٹریٹ درج ہے،اس سزا کو سنانے کے لیے ان کا nomenclature تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اس سزا کے خلاف ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں کوئی اپیل نہیں ہو سکتی۔ فاٹا کے عوام اس بنیادی حق سے محروم ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم نے بھی کوشش کی کہ آئینی اصلاحی کمیٹی میں فاٹا کے اس نظام کو تبدیل کیا جائے۔ فرد واحد صدر مملکت کا منصب بلاشبہ بڑا قابل احترام ہے لیکن پارلیمنٹ کو اصل اختیار ہونا چاہیے اور پھر پارلیمنٹ میں فاٹا کے منتخب

نمائندوں کو اختیار ہونا چاہیے کہ وہ وہاں کے لیے قانون سازی کریں اور کسی عدالت کو تو یہ حق ہونا چاہیے، وہاں پر پولیٹیکل ایجنٹ قانون ساز بھی ہے، حاکم عدالت بھی ہے اور political agent executor بھی ہے، juror بھی ہے، سب کے سب اختیارات اس میں جمع کر دیے گئے ہیں۔ اس نظام سے فاٹا کو نکالنے کی ضرورت ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ صدر مملکت محترم آصف علی زرداری صاحب نے اعلان کر دیا تھا کہ Political Parties Order 2002 کو extend کر دیا جائے گا لیکن آج تک اس کا نوٹیفیکیشن جاری نہیں ہوا۔ یہ اعلان ہوا تھا کہ ایف سی آر میں یہ یہ ترامیم کر دی جائیں گی۔ آج تک اس کا نوٹیفیکیشن جاری نہیں ہوا۔ آج تک ہم SAFRAN کی کمیٹی میں یہ بحث کر رہے ہیں اور Ministerial Committee نے سفارشات دی ہیں اور گورنمنٹ کا Rules of Business and Conduct موجود ہے لیکن ان سب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے SAFRAN Ministry کو کوئی اختیار نہیں اور سارے اختیارات فاٹا سیکرٹریٹ کے پاس ہیں۔ ان مسائل کو حل کیے بغیر شاید اس قرارداد پر عملدرآمد ممکن نہ ہو۔ میرے دوستوں نے اس حوالے سے بھی بات کی۔ فاٹا میں جو کچھ ہوا، سلیم سیف اللہ خان صاحب نے اس کی بہت بہتر نشان دہی کی کہ روس کے بڑھتے ہوئے خطرے کو فاٹا نے روکا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہماری مغربی سرحد پر کوئی حملہ نہیں ہوا۔ فاٹا کے عوام اس مقابلے کے لیے ہر دم تیار ہیں۔ ہمیں اصل خطرہ مشرقی سرحد پر ہے۔ ہماری فوج کو وہاں الجھا دیا گیا ہے۔ فوج کو جتنی جلدی وہاں سے نکالا جائے، یہ فوج کے حق میں بھی اور قوم کے حق بھی بہتر ہو گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میں مختصر عرض کروں گا۔

جناب چیئرمین: بڑی مہربانی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! حافظ صاحب نے جو مسئلہ پیش کیا ہے، وہ بہت اہم ہے۔ میرے خیال میں سب اس پر متفق ہیں۔ ان کو چاہیے تھا کہ وہ اس کی بجائے یہ قرارداد پیش کرتے کہ وہاں امریکی مداخلت کو بند کیا جائے۔ اس سے روزگار کے مواقع تو ملیں گے نہیں۔ فاٹا کے ممبران وہاں نہیں جا سکتے۔ وہاں ان کے لیے اتنا خطرہ ہے کہ وہاں امریکی ڈرون حملے کرتے ہیں۔ وہاں ان کی مداخلت ہے۔ وہاں اپریشن ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ باقاعدہ ایک سازش کے تحت ان لوگوں کو ٹارچر کیا جا رہا ہے۔ پاٹا کے لوگوں کے ساتھ یہ امتیازی سلوک انتہائی زیادتی ہے۔ وہ تمام آئینی

حقوق سے محروم ہیں۔ جیسا کہ پروفیسر صاحب نے کہا، میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ ان کو باقاعدہ ووٹ کا حق بھی دیا جائے اور دیگر معاملات میں ان کو دوسرے صوبوں کے برابر حقوق بھی دیے جائیں۔ یہ ان کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔ ملازمتوں پر پابندی کے ساتھ ساتھ دوسری زیادتیوں اور امتیازی سلوک کو بھی ختم کیا جائے۔ جناب چیئرمین! پہلے سرحدی علاقوں میں پشتون برادری اس ملک کی خود حفاظت کرتی تھی لیکن آج وہ باغی ہیں اور وہاں خوف و ہراس ہے۔ وہاں ناجائز امریکی مداخلت ہے اور وہاں لوگوں کو ٹارچر کیا جا رہا ہے۔ یہ یقیناً زیادتی ہے اور میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں اور صرف ملازمتیں ہی نہیں، دوسرے حقوق بھی فاٹا کو ملنے چاہیئیں۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔ آپ conclude کر لیجیے۔

جناب نجم الدین خان (وزیر مملکت برائے ریاستیں اور سرحدی علاقہ جات) : شکریہ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے فاٹا کے متعلق عرض کروں اور جو سوالات اٹھائے گئے ہیں، آپ کی اجازت سے ان کے بھی جوابات دوں گا۔ فاٹا کے تمام ملازمین خیبر پختونخوا کی ملازمتوں کے ساتھ منسلک ہیں اور صوبہ پختونخوا میں ملنے والی ملازمتوں کے پانچ زون ہیں۔ ہر زون کے لیے بیس بیس فیصد کوٹا ہے۔ تمام صوبے میں، زون نمبر پانچ کا جس میں فاٹا بھی شامل ہے، بیس فیصد حصہ ہے۔ اس میں فاٹا کی تمام آبادی تیرہ فیصد ہے۔ اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ کی سروسز میں فاٹا کے اندرون ہسپتالوں، اسکولوں سکیل نمبر ایک سے پندرہ تک کے ملازمین وہیں سے لیے جاتے ہیں۔ Class-4 ملازمین بھی مقامی لیے جاتے ہیں۔ فاٹا کے کوالیفائیڈ لوگوں کو پہلی ترجیح دی جاتی ہے۔ اگر وہاں سے افراد نہ ملیں تو پھر باقی صوبے سے لوگ لیے جاتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو میں معزز ممبران کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار ہوں۔ میں ان کی قرارداد کو oppose نہیں کرنا چاہتا، کیونکہ وہاں بہت سی مشکلات اور مسائل ہیں۔ یہاں بہت سے مسائل سامنے آئے ہیں، جس طرح قانونی مسائل ہیں۔ میں آپ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ وزیر قانون تھے۔ جب پرائم منسٹر پہلے آئے تھے، انہوں نے قومی اسمبلی میں اپنی پہلی تقریر میں ایف سی آر میں amendment کرنے کے لیے کہا اور اس کے ساتھ ساتھ عدالتی اور پولیٹیکل ایجنٹ کے نظام کو الگ الگ کرنے کے لیے کافی کام کیا ہے۔ ایف سی آر میں آپ کی FCR سے ترمیم ہو چکی ہے۔ وہاں پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ پر ایک سال کام ہوا ہے۔ حالات کی وجہ سے اس میں کچھ تاخیر ہے۔ وہ بھی جلد نافذ ہو جائے گا۔ قومی اسمبلی کے ممبران اور فاٹا کے تمام لوگ اس میں شامل تھے اور جناب! آپ

کی سر براہی میں یہ ہو چکا ہے۔ جس طرح یہاں کہا گیا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کی ملازمتوں میں ان کا کوٹا نہیں ہے، فیڈرل گورنمنٹ کی تمام ملازمتوں میں ان کا دو فیصد کوٹا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ جب اشتہارات آتے ہیں تو ان میں فاٹا، آزاد کشمیر کے اپنے اپنے حصے کے مطابق ان کا کوٹہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ موجودہ حکومت کے بننے سے پہلے allocation میں سے ان کو پانچ بلین روپے مل رہے تھے۔ موجودہ حکومت، صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان نے اس میں تیس فیصد اضافہ کر کے آٹھ بلین روپے سے بارہ بلین روپے کر دیے ہیں اور اس سال بارہ بلین روپے سے اکیس بلین روپے تک پہنچا دیا ہے۔ انشاء اللہ و تعالیٰ اگلے سال اس سے بھی زیادہ ہو گا۔ جو policing کا کام کر رہے ہیں، جو بلوچستان میں بھی ہے، فاٹا میں بھی ہے اور PATA وہاں ان کی تنخواہیں تین ہزار، دو ہزار fixed تھیں۔ ان کو upgrade کر کے، تقریباً بیس ہزار ملازمین کو پولیس کے برابر سکیل دیے گئے ہیں۔ ان کی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں اور پاٹا کے لیے خصوصاً ۲۵۰۰ ملازمتیں دی گئی ہیں۔ یہ تمام سینیٹرز اور ایم این ایز صاحبان کو پتا ہے۔ اگلے سال تک ان میں پندرہ ہزار تک کا اضافہ کیا جائے گا انشاء اللہ و تعالیٰ۔ اس میں مایوسی کی بات نہیں ہے۔ جناب! آپ جانتے ہیں کہ ہماری پارٹی کے منشور میں یہ بات شامل ہے کہ محترمہ شہید بے نظیر بھٹو کی خواہش کے مطابق وہاں اصلاحات ہوتی رہیں گی اور انشاء اللہ بہت جلد فاٹا میں یہ اصلاحات نظر آئیں گی۔ وہاں جو مایوسیاں ہیں اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ جو پہلے زیادتیاں کی گئی ہیں اس لیے میں اس قرارد کو oppose نہیں کرتا۔ ان کے ساتھ اگر بہت جلدی طے ہو جائے تو اچھا ہے۔

Mr. Chairman: I now put the resolution before the House. It has been moved that "this House recommends to the government to take necessary steps for implementation of employment quota of FATA in government services and to make up the existing deficiency in that quota".

(*The resolution was adopted)*

جناب چیئرمین: بخاری صاحب، یہ copy of the Finance (Amendment) Bill, 2010 آپ lay کریں گے؟ یہ requirement ہے، آپ کر دیجیے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I beg to move with the permission to lay Finance (Amendment) Bill, 2010 under Article 73 of the Constitution, for making recommendations, if any, thereon to the National assembly.

Mr. Chairman: The copy of the Finance (Amendment) Bill 2010 stands laid.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I beg to move that the Senate may make recommendations, if any, to the National Assembly on Finance (Amendment) Bill, 2010 under Article 73 of the Constitution.

Mr. Chairman: If the House agrees, we may refer the Bill to the Standing Committee on Finance and the members who wish to give notice or proposals for making recommendations, may give their notices to the Secretary Senate for consideration of the Committee. The Bill stands referred to the Standing Committee for consideration.

اب point of order لے لیتے ہیں۔ مولانا گل نصیب صاحب۔

Point of Order: Problems of New Name of Khyber Pakhtunkhwa

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب چیئرمین! میں بے حد شکر گزار ہوں۔ میرا point of order صوبہ خیبر پختونخوا، ضلع مانسہرہ، تحصیل کالاڈھاکا سے متعلق ہے جو اس وقت شدید مشکلات کی زد میں ہے۔ وہاں پر emergency نافذ ہے، کرفیو لگایا گیا ہے اور operation کا سماں ہے۔ پوری قوم اضطراب میں ہے اور وہاں کے معروف system جرگے کے مطابق پانچ اقوام کے تمام بڑے اور وہاں کے civil حکام نے جمع ہو کر جرگہ کیا ہے۔ انہوں نے حکومت سے درخواست کی ہے کہ جو لوگ آپ کو مطلوب ہیں، ان کے لیے operation کی ضرورت نہیں ہے۔ ان لوگوں کی نشان دہی کی جائے تو ہم ان کو آپ کے حوالے کردیں گے۔ جمعیت علمائے اسلام حکومت کا حصہ ہوتے ہوئے اس حوالے

سے حکومت، وزیر داخلہ اور وزیر اعظم سے مسلسل رابطے میں رہی اور بات بھی کی۔ ہمیں یہ یقین دہانی بھی کرائی گئی کہ وہاں operation نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہے کہ اباسین یہاں سے گزرتا ہے، اس کے اس پار مغرب کی طرف ضلع بونیر اور ضلع صوابی ہیں اور ان کے بالکل نچلے حصے میں تربیلا ڈیم ہے جو پورے ملک کو بجلی فراہم کرتا ہے۔ دوسری طرف مانسہرہ اور بین الاقوامی شاہراہ ریشم واقع ہے۔ اس قوم کی ایک تاریخ ہے کہ یہ قوم ملک دوست، اسلام دوست، وطن دوست ہے اور انہوں نے ہمیشہ ملکی قوانین کا احترام کیا ہے۔ انہوں نے ہمیشہ ملکی سرحدوں کا تحفظ کیا ہے لیکن جناب چیئرمین! ایک طرف وہاں پر ایک ایسی تحریک اٹھی ہے جس سے پوری قوم ایک اضطراب میں ہے۔ وہاں صوبہ ہزارہ کا مطالبہ کرتے ہوئے لوگ سڑکوں پر نکل آئے ہیں اور دوسری طرف حکومت ان مسائل سے چشم پوشی کرتے ہوئے operation کی طرف متوجہ ہے۔ میں نے اس سلسلے میں صوبہ خیبر پختونخوا کے وزیر اعلیٰ سے ملاقات کی اور انہوں نے بھی یہ تسلی دی تھی کہ وہاں پر اس قسم کے حالات نہیں ہیں کہ operation کیا جائے لیکن جناب چیئرمین! دو دن سے مسلسل لوگ رابطہ کر رہے ہیں کہ کرفیو لگا ہوا ہے، بیمار گھروں میں محبوس ہیں اور ہسپتال تک نہیں جا سکتے۔ لوگوں کے لیے دفاتر اور زندگی کی تمام ضروریات تک پہنچنا مشکل بنا دیا گیا ہے۔ لوگوں کو پکڑ کر ان کی قمیص سے ان کی آنکھیں باندھ دی جاتی ہیں اور لوگوں کے سامنے مارا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! گھروں کے لیے پانی لانے والی خواتین کے سروں سے گھڑے اتار کر ان کے اندر دیکھتے ہیں کہ ان میں پانی ہے یا بم ہے۔ اس قسم کی صورت حال کی وجہ سے پورا ملک، پورا علاقہ اضطراب میں ہے۔ وزیر داخلہ نے ہمیں یقین دہانی کرائی تھی اور وزیر اعظم نے بھی یقین دہانی کرائی تھی کہ operation نہیں ہو گا۔ پوری قوم متفق ہے کہ جو لوگ مطلوب ہیں، ان کو حوالے کیا جائے گا۔ اس لیے وہاں پر کسی قسم کے operation کی صورت حال نہیں ہے۔ لہذا جناب چیئرمین! حکومت اگر صوبہ خیبر پختونخوا میں مسلسل operation کا سماں رکھنا چاہتی ہے، ہماری خواہش تو یہ تھی کہ operation ختم کیا جائے کیونکہ یہ مسائل کا حل نہیں ہے۔ مالاکنڈ ڈویژن میں operation کرنے کے باوجود آج بھی حالات معمول پر نہیں آ رہے اور قبائل میں بھی حالات معمول پر نہیں آ رہے، یہاں بھی حالات معمول کے مطابق ہیں، ان کو خراب کیا جا رہا ہے۔ لہذا جناب چیئرمین! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس پورے علاقے کے اضطراب کے پیش نظر اپنی ruling دیں اور اس operation کو

روک دیں۔ میں پورے Houseسے بھی گزارش کرتا ہوں کہ اس وقت ملک میں operationخالصتاً خارجہ پالیسی اور امریکا کو supportکرنے کے مترادف ہے لہذا جمعیت علمائے اسلام کے پارلیمانی لیڈر کی حیثیت سے میں احتجاجاً walk outکرتا ہوں۔

(اس موقع پر جمعیت علمائے اسلام کے سینیٹر ایوان سے walk outکر گئے)

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب، آپ کا point of orderہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب! میں walk outکر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: بعد میں کر لیجیے گا، پہلے اپنا point of order raiseکر لیں۔ چلیے آپ کی مرضی۔ جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: آپ ان کو اتنی رعایت بھی دیتے ہیں۔

FATEHA

جناب چیئرمین: بخاری صاحب کہاں ہیں؟ بخاری صاحب، آپ ذرا آئیں۔ ہماری سینیٹر سبینہ رؤف صاحبہ کے بھائی، سینیٹر رحمٰن ملک صاحب کی ساس اور ہماری MNAعطیہ عنایت اللہ صاحبہ کے والد کا انتقال ہوا ہے۔ ان کے لیے فاتحہ کروا لیجیے۔

(اس موقع پر فاتحہ کی گئی)

جناب چیئرمین: جی حاجی عدیل صاحب، آپ کا point of orderہے۔

Points of Order

Payment of Provincial Electricity

سینیٹر حاجی محمد عدیل: شکریہ جناب چیئرمین۔ کاش آج Water and Powerکے وزیر یہاں موجود ہوتے تو میری بات زیادہ معقول ہوتی۔ چند سال پہلے خیبر پختونخوا کی حکومت نے اپنے پیسوں سے Malakand IIIکا ایک projectشروع کیا تھا جو 81 mega wattبجلی پیدا کر رہا ہے اور یہ بجلی گزشتہ دو، اڑھائی سال سے WAPDAکو بیچی جا رہی ہے۔ یہ بجلی واپڈا خرید رہا ہے اور اس پاور اسٹیشن کی بجلی کی قیمت کا جو معاہدہ طے ہوا ہے وہ تقریباً اڑھائی سے تین ارب روپے سالانہ بنتا ہے۔

(اس موقع پر جمعیت علمائے اسلام کے اراکین walk outکے بعد دوبارہ ایوان میں تشریف لے آئے)

سینیٹر حاجی محمد عدیل: اب عجیب بات یہ ہے کہ ایک طرف تو ہم واپڈا سے روتے ہیں وہ ہمیں net hydel profit نہیں دے رہا لیکن ہم سے جو بجلی خریدی جا رہی ہے اس کے پیسے بھی ہمیں نہیں ملتے۔ ایک طرف حکومت یہ کہتی ہے کہ بجلی پیدا کرو، صوبے زیادہ سے زیادہ بجلی پیدا کریں، private sector سے بھی کہا جاتا ہے کہ بجلی پیدا کریں، ہمارا صوبہ بھی اس معاملے پر کاوش کر رہا ہے لیکن تعجب اس بات پر ہے کہ مجھے کون جواب دے گا کہ جو بجلی ہم پیدا کر رہے ہیں ، provincial government نے دو تین سال سے اپنے پیسوں سے جو project بنایا ہے اس کی بجلی تو خریدی جا رہی ہے لیکن اس کی payment کوئی نہیں کر رہا۔ جناب چیئرمین! اگر مجھے کوئی جواب نہیں دے رہا تو آپ ہی جواب دے دیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین: میرا breach of privilege motion ہے اور یہ PIA کے متعلق ہے۔

جناب چیئرمین: یہ آپ نے بخاری صاحب کو دکھایا تھا۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! میں نے ان کو دکھایا ہے کیونکہ فلائٹ پر وہ بھی میرے ساتھ تھے اور وہ میرے ساتھ اس breach of privilege کا حصہ ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ ,Defence Minister sahib یہ breach of privilege آیا ہے، آپ ذرا اس کو دیکھ لیں۔ ان کو کاپی دے دیجیے گا۔ زاہد صاحب آپ move تو کیجیے۔

Breach of Privilege by the PIA Officer

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! میں motion پیش کرتا ہوں کہ میرا سوال نمبر 47 پچھلے اجلاس میں آیا تھا۔ میں نے پوچھا تھا کہ جو فلائٹ ہیتھرو ائرپورٹ سے آرہی تھی اس میں جو business class میں passengers آرہے تھے اس میں کتنے upgrade ہوئے تھے۔ انہوں نے ہاؤس سے غلط بیانی کی اور بتایا گیا کہ 32 بندے تھے جو کہ ایک embassy کے through ہوا تھا۔ یہ 32 بندے نہیں تھے، اس فلائٹ میں میرے ساتھ Leader of the House نیر بخاری صاحب اور

حاصل بزنجو صاحب تھے۔ جناب! 35 seats تھیں اور تمام کی تمام full تھیں اور میں نے ان سے اس وقت بھی پوچھا تھا تو انہوں نے بتایا تھا کہ 35 seats ہیں۔ یہاں پر 32 count کیا گیا ہے۔ یہ ہاؤس کے ساتھ غلط بیانی کی گئی ہے، یہ breach of privilege اس پورے ہاؤس کا ہے اور چونکہ میں نے سوال کیا تھا تو میرا بھی ہے۔ اسے آپ استحقاق کمیٹی کو refer کر دیں کہ اس ہاؤس کے ساتھ غلط بیانی کیوں کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: جی ڈیفنس منسٹر صاحب۔

Chaudhry Ahmed Mukhtar (Minister for Defence): Mr. Chairman, we have no objection, we should refer it to the Privileges Committee.

Mr. Chairman: OK. Sense of the House, the matter is referred to the Privileges Committee.

جی بلیدی صاحب! آپ کا point of order تھا۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! سب سے پہلے ہماری جو female Senator ہیں اور رحمٰن ملک صاحب کی ساس صاحبہ کی-----

جناب چیئرمین: ان کی فاتحہ ہو گئی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: دوسرا میرا یہ point of order ہے کہ وزیر بجلی صاحب نے ہمیں کہا تھا کہ ایک کا delegation ایران جا رہا ہے تا کہ 5 mega watt بجلی کا معاہدہ ہو اس delegation نے 4th May کو جانا تھا لیکن ابھی تک نہیں گیا ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ لوگ انتہائی پریشان ہیں، سخت گرمی ہے۔ وہ ایک نیا معاہدہ نہیں ہے، صرف اضافی 5 mega watt بجلی چاہیے۔ آپ وزیر بجلی سے کہیں کہ جتنی جلدی ہو سکے وہ ایران جائیں اور اس کو final کریں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی مشہدی صاحب۔

Land Grabbing at Karachi

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. My point of order is regarding I institutionalized land grabbing.

Land grabbing کے بارے میں تو ہم پورے پاکستان میں سن رہے ہیں، پڑھتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی ہیں مگر کراچی میں تو حد ہو گئی ہے کہ institutionalized land grabbing شروع ہے اور اس میں police officials بھی ملوث ہیں، even the court orders جو کہ honourable courts vacation کے لیے orders دیتی ہیں ان پر پولیس کوئی کارروائی نہیں کرتی۔ Land grabbing کی اتنی بری حالت ہو گئی ہے یا land grabbing mafia اتنا strong ہو گیا ہے اور اس کے پیچھے اتنے powerful لوگ آ گئے ہیں کہ ان کا کوئی کچھ نہیں کر سکتا، وہ اپنی مرضی سے grab کر رہے ہیں۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں ایک example دوں گا کہ 800 ایکڑ Karachi Water and Sewerage Board جو کہ ہر چوکی پر ہے، پوری دنیا جا کر دیکھ سکتی ہے کہ 800 ایکڑ میں سے 500 ایکڑ پر قبضہ ہو چکا ہے، وہاں پر institutionalized land grabbing ہوئی ہے، petrol pumps بن رہے ہیں، CNG stations بن رہے ہیں اور housing societies بن رہی ہیں۔ یہ حالت ہو گئی ہے کہ اب کوئی court orders کو بھی obey نہیں کرتا اور highest police officials مل کر land grabbers کے ساتھ land grabbing کر رہے ہیں تو کہاں development ہو گی، کہاں انصاف ہو گا۔ عوام کی اپنی hard earned money جو کہ abrades میں جاتی ہے اس پر قبضہ ہوتا ہے۔ میں گورنمنٹ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ پورے پاکستان میں ہو رہی ہے مگر specifically کراچی میں ہو رہی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ظفر علی شاہ صاحب۔

Naked Threat by the Secretary of State of America

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ آپ کی وساطت سے میں اپنا point of order پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پچھلے 24 گھنٹے میں ہمارے نہایت ہی حلیف افسر امریکہ کی سیکریٹری خارجہ ہیلری کلنٹن نے بڑا واضح طور پر فیصل شہزاد کے مسئلے پر پاکستان کو دھمکی دی ہے اور وہاں کے اٹارنی جنرل صاحب نے بھی فیصل شہزاد کو مکمل طور پر ملوث کر کے اور امریکن گورنمنٹ نے اپنے آپ کو

connivance کر کے وہاں پر ڈرامہ رچایا اور اسے پاکستان کے ساتھ منسلک کیا گیا- ہمارے ہی دوست جس کے لیے ہم پچھلے دس گیارہ سال سے front line war against terror کا حصہ بنے ہوئے ہیں اور پورا ملک جل رہا ہے، پورے ملک کی economy تباہ ہو گئی ہے، political system تباہ ہو گیا ہے، ہمارا معاشرتی سسٹم تہس نہس ہو گیا ہے، سترہ کروڑ عوام اس جنگ میں امریکہ کی لڑائی کی خاطر بیمار ہو گئے ہیں- میں یہ اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ میں ڈیفنس منسٹر صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں ورنہ شاید مجھے اس کا خیال نہ آتا- امریکن سیکریٹری خارجہ نے ہمیں naked threat دیا ہے- ہم ایک sovereign country ہیں، آزاد ملک ہیں، ہم کسی کے غلام نہیں لیکن اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے اور اس سے پہلے بھی بات کی جا چکی ہے کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی جس کے بارے میں، میں ہمیشہ یہ کہا کرتا ہوں کہ اب اس سے stink آنے لگی ہے، پاکستان کی خارجہ پالیسی اس قدر بدبودار ہو گئی ہے کہ جو بھی اٹھتا ہے پاکستان پر چڑھ دوڑتا ہے- حتیٰ کہ ہندوستان میں سیمینار ہوتا ہے، وہاں debate ہوتی ہے، ہندوستان کا scholar تو اپنے ملک میں کھڑا ہو کر یہ کہتا ہے کہ پانی کے مسئلے پر پاکستان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور ہمارا وزیر خارجہ یہ کہتا ہے کہ ہندوستان کا پانی کے مسئلے پر کوئی گناہ نہیں ہے، اس کی کوئی غلطی نہیں ہے- جناب چیئرمین! ہمارے وزارت خارجہ کے desk کا یہ حال ہے، اس کی efficiency کی یہ صورت حال ہے اور ابھی دس دن بھی نہیں ہوئے-

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! چلیں conclude کر لیجیے کیونکہ وقت کم ہے اور باقی لوگ بھی ہیں-

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! میں conclude کرتا ہوں- ابھی ایک ہفتہ ہوا کہ strategic dialogue ہوئے ہیں اور یہ dialogue کا نتیجہ ہے کہ ہمیں آنکھیں دکھائی جاتی ہیں، ہمیں جعلی ڈراموں کے ذریعے سے ڈرایا جاتا ہے- میں آپ کی وساطت سے ڈیفنس منسٹر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ policy statement دیں کیونکہ direct threat اور حملے کی بات کی گئی ہے، مداخلت کی بات کی گئی ہے-دوسرا ایک short حصہ ہے، پھر آپ کہیں گے کہ وقت ضائع کرتا ہے-

جناب چیئرمین: وقت ضائع کی بات نہیں، نماز کا ٹائم ہو رہا ہے-

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! یہ کر لیں تو پھر میں بعد میں بات کرتا ہوں-

جناب چیئرمین: جی بادینی صاحب۔ Let everybody get a chance.

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: جناب چیئرمین! میں بلیدی صاحب والے point پر آگے چل رہا ہوں۔ بلوچستان میں اس وقت شہر سے ہٹ کر دیہاتوں میں ایک سے تین گھنٹے تک بجلی نہیں ہے۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ بلوچستان میں سوائے نصیر آباد کے کوئی نہری علاقہ نہیں ہے، سارے ٹیوب ویل پر چل رہے ہیں۔ فصل کے پکنے کا ٹائم ہے، اس وقت بجلی بالکل نہیں ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ کل پرسوں اخبار میں آیا تھا کہ ہم نے ماسوائے بلوچستان کے تین صوبوں میں لوڈشیڈنگ ختم کر دی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان نے کیا گناہ کیا ہے۔ میں نے چیف انجینئر کو ٹیلیفون کیا تو اس نے کہا کہ تار چوری ہو گئی ہے اور جب تار آئے گی تو ہم لگائیں گے۔ آپ مہربانی کر کے اپنے توسط سے اس پر کوئی توجہ دیں۔

جناب چیئرمین: Thank you. جی سلیم سیف اللہ صاحب۔

Senator Saleem Saifullah Khan: Thank you Mr. Chairman, just to reiterate what my colleagues Syed Zafar Ali Shah has said

ابھی دس دن قبل ہی Washington میں strategic dialogue ہوئے اور واپسی پر کہا گیا کہ بڑے successful اور بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ کل پرسوں Secretary of State Hillary Clinton کا جو بیان آیا کہ severe consequences, she used a very strong language Mr. Chairman. So, I hope that the Defence Minister who is sitting here وہ ضرور اس کا جواب دیں گے بجائے اس کے کہ وہاں پر strategic dialogue میں ہمیں کہا جاتا ہے کہ جو آپ کی BIT ہے (Bilateral Investment Treaty) وہ ہو گئی ہے ROZs کا پچھلے چھ سات سال سے سن رہے ہیں کہ reconstruction zones ہو گئے وہ تو نہیں ہوئے ۔ میں Air Marshal Bar صاحب کو بڑی اچھی طرح جانتا ہوں یہ ضرور کوئی conspiracy ہے اس کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ آخری بات کروں گا کہ حکومت کو بھی چاہیے کہ Foreign office should be replying, they should be talking لیکن یہاں پر حکومت کے مختلف چار، پانچ ڈویژن بیانات دینا شروع کر دیتے ہیں اس سے پاکستان کی پوزیشن بہتر نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی عبدالحسیب خان صاحب۔Shortly بات کیجئے گا کیونکہ نماز کا وقت ہونے والا ہے۔ جی۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: شکریہ جناب چیئرمین!میں آپ کا بہت مشکور ہوں اور ایک افسوسناک صورت حال کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ہمارا ایک کلچر ہے بلکہ اسلامی اور مذہبی بھی ہے کہ ماں ، باپ اور بچوں کی اہمیت ہوتی ہے family concept ہوتا ہے۔ جناب چیئرمین! جب ہم پاسپورٹ جمع کرنے جاتے ہیں تو وہ صرف ہمارا اور بیوی کا پاسپورٹ لیتے ہیں ماں باپ اور بچوں کے پاسپورٹ جمع نہیں کرتے۔ ابھی عدنان صاحب بھی گئے تھے ان کے ماں باپ کے پاسپورٹ انہوں نے نہیں لئے۔ میری درخواست یہ ہے کہ ہمارے ہاں Foreign Embassies اس پر توجہ دے اور کم از کم ماں باپ اور بچے ، چاہے بچے شادی شدہ ہوں لیکن پھر بھی وہ بچے ہیں کیونکہ ہمارااسلامی معاشرہ ہے اور ایک کلچر ہے تو میں گزارش کروں گا کہ ان سفارت خانوں سے بات چیت کی جائے کہ وہ family concept کو اختیار کریں اور ان کے پاسپورٹ یہاں پر process کریں۔ویزہ دینا علیحدہ بات ہے کم از کم ان کو process کے لئے accept تو کریں بجائے اس کے کہ وہ ان کو UAE بھیجیں یا فرینکفرٹ بھیجیں تو یہ میری گزارش تھی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی ہارون خان صاحب۔

سینیٹر ہارون خان: میں بھی اسی incident کے بارے میں بات کروں گا۔

جناب چیئرمین: دیکھیں اس کو repeat کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔Very briefly جی۔

سینیٹر ہارون خان: میں آپ کو اس کے علاوہ ایک چیز بتا رہا ہوں I will be very brief اس کا جواب یہ ہے کہ امریکہ کی اپنی سیکیورٹی ناکام ہے because that is American Citizen امریکہ میں اس نے یہ سارا bomb material اکٹھا کیا ، گاڑی میں load کیا اور وہ ٹائمز سکوائر میں آیا اور جب detonation fail ہوئی تو report کیا۔ ان کے سارے کیمرے اور سیکیورٹی وغیرہ سب ناکام ہوگئے۔دوسری بات he entered Pakistan on a US Passport and he broke, if he did that, he broke Pakistani law or if US Passport تو He is a US citizen, if ہمیں ان کو کرنی چاہیے warning ہمیں ان کو کرنی چاہیے، threat

he has done it, they have no right to warn us, we have to warn them. ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی مولانا عبدالغفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! ایک طرف تو بلوچستان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے مفاہمت اور مذاکرات کی بات ہو رہی ہے اور خود وزیراعظم صاحب بلوچستان کی شخصیات سے رابطے کر رہے ہیں اور سردار عطا اللہ مینگل صاحب سے بھی ان کی ملاقات ہوئی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اغوا نما گرفتاریوں کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے request کروں گا کہ اگر اس مسئلے کو حل کرنا ہے تو یہ سلسلہ ختم ہونا چاہیے۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے جو دھمکی دی ہے اس حوالے سے یہاں ایک متفقہ قرارداد آنی چاہیے۔ ایک طرف تو کہا جا رہا ہے کہ پاکستان ہمارا دوست ملک ہے اور پاکستان اس دوستی پر بڑا فخر کر رہا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ یکطرفہ دوستی ہے اور ہم دوستی کا دم بھرتے ہیں وہ ہمیں غلام کی حیثیت سے ہانک رہا ہے۔ جب بھی کوئی مسئلہ ہو جیسے 9\11 کا واقعہ ہوا تھا وہ بھی ایک ڈرامہ تھا اور آج تک وہ ثابت نہیں ہوسکا اور آج بھی ایک ڈرامہ کرکے پاکستان کو کسی مشکل میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اس حوالے سے پاکستان کا ایک ٹھوس موقف آنا چاہیے اور اس ہاؤس میں ایک قرارداد آنی چاہیے جو اس لہجے اور اس انداز کی مذمت کرے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی خٹک صاحب ذرا quickly کیونکہ نماز کا وقت ہو رہا ہے۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں صرف ریکارڈ کی درستگی کے لئے ایک دو معروضات کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں ابھی تھوڑی دیر پہلے کالاڈھاکا کے بارے میں ہمارے کچھ فاضل دوستوں نے بات کی ہے۔ میں دو تین چیزوں کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ کالاڈھاکہ میں کوئی فوجی اپریشن نہیں ہو رہا۔ کالاڈھاکا کے اندر کوئی فوج نہیں ہے۔ کالاڈھاکا کے اندر ہمارے صوبے کی پولیس اور ایف سی ایک سرچ اپریشن کر رہی ہیں کیونکہ مالاکنڈ ڈویژن سے جو terrorist فرار ہوئے تھے وہ اس علاقے میں آگئے ہیں اور اس کو اپنے نئے مسکن میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور یہ بڑی serious بات ہے کیونکہ یہ ایسا علاقہ ہے اس کی حد ایک طرف مالاکنڈ ڈویژن اور دوسری طرف ہزارہ ڈویژن سے لگتی ہے اور قراقرم ہائی وے بھی اس سے زیادہ دور نہیں ہے۔ اس لئے یہاں سلامتی کے مسئلے

کو بہت احتیاط سے tackle کیا جا رہا ہے اور خدانخواستہ کوئی آدمی اس میں مارا نہیں گیا یا کوئی ایسی جھڑپ نہیں ہوئی اور اب تک وہاں صرف تلاشی ہو رہی ہے اور وہاں کے مشران اس میں شریک ہیں - اس علاقے سے جو ایم پی اے ہے وہ ہماری پارٹی سے ہے اور اس سے ہمارا پورا رابطہ ہے - ایسی کوئی بات نہیں ہے جس کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہاں کوئی بڑا فوجی اپریشن ہو رہا ہے یا کوئی کارروائی ہو رہی ہے- یہ سرچ اپریشن ہے اور علاقے کے مشران اور عوام علاقہ کی معاونت سے ہو رہا ہے-

جناب چیئرمین: اچھا جی آپ کا point آ گیا ہے- جی مولانا شیرانی صاحب-

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب- میں محترم ظفر علی شاہ صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وزیر دفاع سے یہ جاننا چاہوں گا کہ اس ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو انسداد دہشت گردی کا نام دیا جائے یا فروغ دہشت گردی کا نام دیا جائے اس کے لئے امریکہ سے جو فنڈ ملتے ہیں یہ اس فنڈ سے ملتا ہے جو عراق اور افغانستان کی جنگ کے لئے مختص ہے- کیا یہ بات صحیح ہے؟

جناب چیئرمین: شکریہ- جی ڈاکٹر خالد سومرو صاحب-

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: شکریہ جناب چیئرمین- میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں 2006 سے مسلسل عرض کر رہا ہوں کہ کوٹے کے مسئلے پر ہمارے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے اور بجائے اس کے کہ اس جمہوری دور میں ہمیں اپنا حق ملے اور کوٹے پر عمل ہو لیکن کچھ نہیں ہو رہا ہے- جس طرح آمریت کے زمانے میں ہمارے ساتھ حشر کیا گیا وہی اس وقت بھی ہو رہا ہے- State Bank of Pakistan سے چن چن کر ہمارے سندھ کے لوگوں کو نکالا جا رہا ہے - ہم نے ہمیشہ کہا ہے کہ بلوچستان ، پنجاب ، سرحد کو اپنا حق دو لیکن ہمیں بھی ہمارا حق دو -اس وقت یہ کیا گیا ہے کہ State Bank of Pakistan میں 8 Executive Directors ہیں ان میں سندھی ایک بھی نہیں ہے- سب کو نکال دیا گیا ہے اور مختلف Departments کے جو Directors ہیں ان کی تعداد 32 ہے سندھ کا ایک بھی نہیں ہے- یہ ظلم ہو رہا ہے آخر یہ کیوں ہو رہا ہے ہر چیز ریکارڈ پر آنی چاہیے- ایڈیشنل ڈائریکٹر اکیس ہیں اس میں ہمارے صرف دو ہیں- میں التماس کرتا ہوں کہ کوٹے پر عمل کیا جائے اور State Bank of Pakistan میں سے ہمارے سندھ کے لوگوں کو جس طرح نکالا جا رہا ہے اس سلسلے کو ختم کیا جائے اور اہلیان سندھ کو ان کا حق دیا جائے-

جناب چیئرمین: آپ کا point آگیا ہے۔ جی ظفر علی شاہ صاحب۔ آپ بھی بات کر لیں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں جناب کی توجہ مرکزی حکومت کے زیر اہتمام کچھ courts ہیں ان کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جناب کو بہتر پتا ہے ان میں Banking Courts, Customs Courts, Special Courts ہیں وغیرہ ان کا جتنا عملہ ہے وہ سارے کا سارا وفاقی حکومت کے ماتحت ہے۔ باقی تمام سول ججز، سیشن ججز کے تمام عملے کی نائب قاصد سے لے کر ریڈر، اہلمد اور سپرنٹنڈنٹ تک ان کی تنخواہوں اور دیگر privileges میں اضافہ ہو چکا ہے ماسوائے ان کے۔ ان کے ساتھ ایک اور زیادتی ہے جب سے حکومت نے دو چھٹیاں کی ہیں جو Presiding Officers ہیں وہ ہائی کورٹ کے ماتحت ہیں اور ہائی کورٹ نے چھٹیاں نہیں کیں تو کام کرنا پڑتا ہے ان کے ساتھ ان کو بھی کام کرنا پڑتا ہے whereas Central Government نے اپنے ملازمین کے لئے چھٹیاں کی ہوئی ہیں۔ اب نہ تو ان کی تنخواہیں بڑھی ہیں نہ ان کو الاؤنس مل رہا ہے اور نہ ہی ان کو چھٹی مل رہی ہے۔ جناب چیئرمین! ماشاء اللہ آپ بھی court practice کرتے ہیں تو میری آپ کی وساطت سے وفاقی حکومت سے یہ گزارش ہے اور اس ہاؤس کی طرف سے اور آپ کی طرف سے بالخصوص بطور چیئرمین سینیٹ کے کہ ان سے کہیں کہ وہ اس بات کا نوٹس لیں۔ ان کی تنخواہوں اور الاؤنسز میں اضافہ کیا جائے کیونکہ وزارت قانون میں تو دو چھٹیاں ہیں اور ان کے ماتحت وہاں کام کر رہے ہیں۔ آخری بات میں جناب کی وساطت سے کہوں گا کیونکہ بہت غلط پیغام جائے گا کیونکہ وزیر دفاع تشریف فرما ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو بات کچھ اور تھی۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! ذرا نوٹ کر لیجیے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! ظفر علی شاہ صاحب نے یہ issue raise کیا ہے۔ جو officials, courts میں کام کرتے ہیں، apparently یہ نظر آتا ہے کہ there is a disparity کیونکہ provincial judiciary نے اپنے officials کی pay enhance کی ہیں۔ یہ جو چھٹی والا معاملہ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ this issue should be taken up with the Law Ministry. Certainly, we both will take up this issue with the Law Ministry so that it may be resolved.

جناب چیئرمین: بہت اچھا۔ جی طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہٰ محمود: جناب! میں House کی توجہ ایک بہت اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ اس وقت پاکستان میں تمام Labour Courts بند ہو چکی ہیں۔ Labour سے متعلق جتنے بھی معاملات ہیں، تمام اس وقت wind up ہو چکے ہیں کیونکہ جو Ordinance issue ہوا تھا 2002 میں، پرویز مشرف کے دور میں، اس میں time allocated تھا اور وہ میرے خیال میں 6 مئی 2010 تھا۔ 6 مئی 2010 کے بعد اس وقت سب function ختم ہو چکا ہے۔ مئی کا مہینہ وہ مہینہ ہے کہ یکم مئی مزدوروں کے حوالے سے منایا جاتا ہے، جس میں حکومت نے بھی کافی participate کیا ہے اور کافی معاملات میں discussion کی ہے۔ اس وقت یہ جو کروڑوں کی تعداد میں مزدور طبقہ ہے، آخر یہ کہاں جائیں گے یہ کروڑوں کی تعداد ہے صرف پاکستان کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی حساس اور important نوعیت کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلے کا حل نکلنا چاہیے، صرف discussion یا debate سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس معاملے کو بے شک کمیٹی میں لے جائیں۔

جناب چیئرمین: جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں بڑی مناسب بات ہوتی کہ اگر اس پر یہ Calling Attention Notice لے آتے، آج concerned minister House میں ہوتے تو وہ کوئی جواب دیتے۔ Point of order پر یہ issue raise کرنے کا فائدہ نہیں۔ اگر proper procedure adopt کیا جائے تو we would ask the concerned minister to be present in the House.

سینیٹر محمد طلحہٰ محمود: جناب! اگر اجازت ہو تو کل ہی کروا دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جناب! آپ کا حق ہے۔ میں اجازت کیسے دوں، آپ کا حق ہے۔

سینیٹر محمد طلحہٰ محمود: دیکھیں House میں یہ بات discuss ہو چکی ہے، لہٰذا Call Attention کے لیے آپ کی permission ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: پہلے آپ دیں تو سہی۔ جب آپ دیں گے تو میں اس پر کوئی order کروں گا۔

سینیٹر محمد طلحہٰ محمود: ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین: جی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جنابِ چیئرمین! وزیرِ دفاع موجود ہیں، اگر ان کی طرف سے کوئی statement آجائے۔

جناب چیئرمین: جی Defence Minister صاحب۔

چوہدری احمد مختار: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میرے colleague ظفر علی شاہ صاحب نے ایک بات کی تھی کہ یہ جو مسئلہ چل رہا ہے، اس میں مختلف لوگ مختلف باتیں کرتے ہیں people are giving different view points. For this reason, we have asked the Foreign Minister to talk on this issue. He is the right focal person جس نے اس معاملے پر بات کرنی ہے۔ Defence کی تو بہت بعد میں بات آتی ہے، first we have to sit and talk to them that why it is happening, why our country is being blamed for that because there is also a division out there in US. General Petraeus is giving one statement, Robert Gates is giving another statement and Hillary Clinton is giving another statement. So this is happening out there. We are also looking in to that who is going to talk and it was decided that the Foreign Minister is going to talk on this issue. Nobody else should talk.

Mr. Chairman: Thank you. The House now stands adjourned to meet again on Tuesday, the 11th May, 2010 at 10:00 am.

[The House was then adjourned to meet on Tuesday, the 11th May,2010 at 10:00 am]